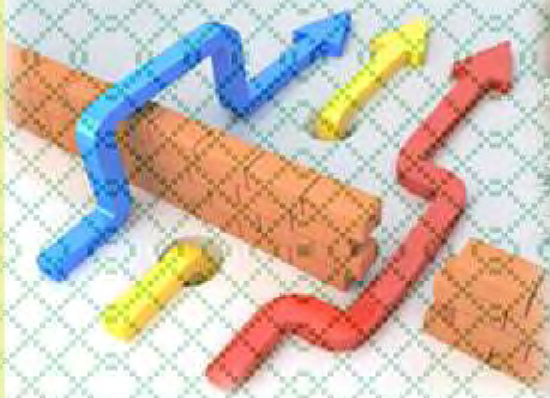
فَانْکِحُوا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ





چار چار شادیاں

نقصانات

فوائد

رشتہ



polygamy

مردوں کے لئے ایک سے

زیادہ شادیاں

اوران کے فوائد

مرتب

سید عبدالوہاب شیرازی





نام کتاب	ایک سے زیادہ شادیاں
مرتب	سید عبدالوہاب شیرازی
کمپوزنگ ڈیزائننگ	ابومحمد شیرازی
ناشر	؟؟؟؟

نوٹ

یہ کتاب ابھی شائع نہیں ہوئی اگر کوئی صاحب خیر اس کتاب کو چھاپنے میں تعاون کرنا چاہے تو ان نمبرز پر رابطہ کرے:

0321-5083475 - 0313-5683475

ماخذ

شادی سے شادیوں تک	(ام عبدالرحمٰن ہرش فیلڈر)
اسلامی نظریہ تعدد ازواج	(محمد سلیم الدین آغا)
تعدد ازواج فی الاسلام	(شفیق الرحمٰن)
ایک سے زائد شادیوں کی ضرورت کیوں	(مفتی طارق مسعود)
تعدد زوجات فی الاسلام	(ڈاکٹر محمد بن مسفر)
تعدد زوجات	(شیخ محمد صالح)

اس کے علاوہ دیگر بہت سے مضامین اور مقالا جات

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ

مردوں کے لئے ایک سے

زیادہ شادیاں

اور ان کے فوائد

مرتب

سید عبدالوہاب شاہ

فہرس

تمہید

جب کسی چیز کی بہتات ہو جائے تو اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے............لوگ اس کی قدر نہیں کرتے............اس کی حفاظت نہیں کرتے............ اس پر چوکیدار نہیں بٹھاتے............اسے چھپاتے نہیں............اگر کوئی اس کی ناقدری کرے تو پرواہ نہیں کرتے۔

مثلاً آپ پانی کو لے لیں............ہمیں اللہ تعالیٰ نے پانی وافر مقدار میں دیا ہے............ پینے کے لئے ہمیں مفت میں دستیاب ہے............آپ کسی سے پانی کا گلاس مانگیں............کسی ہوٹل کے پاس سے گزرتے ہوئے پانی کا گلاس پی لیں............آپ سے کوئی پیسے نہیں مانگے گا............ آپ پانی کا گلاس گرادیں............آپ سے کوئی نہیں پوچھے گا۔

پانی کے مقابلے میں آپ پٹرول یا سونے کو لے لیں............ یہ دونوں قیمتی چیزیں ہیں............ لوگ ان کی قدر کرتے ہیں............ حفاظت کرتے ہیں............ چوکیدار بٹھاتے ہیں............ اگر کسی کے پاس سونا ہو تو وہ ہر کسی کو نہیں بتاتا کہ میرے پاس سونا ہے............اسے چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے............ایسا کیوں ہے......؟ اس لئے کہ یہ دونوں قیمتی ہیں، مقدار میں کم ہیں، مانگ زیادہ ہے۔

یہ اصول تقریباً ہر چیز کا ہے، بالکل اسی طرح کا معاملہ اس وقت عورت کا بھی ہے، دنیا میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے، جس کی وجہ سے عورت کی قدر و قیمت ختم ہوگئی ہے، اس قدر و قیمت کو ختم کرنے میں ہمارے دشمن کے ساتھ ساتھ ہماری عورت کا اپنا قصور بھی ہے۔

لوگوں کی بیٹیوں کو رشتے نہیں مل رہے جس کی وجہ سے وہ پریشان ہیں، زنا عام ہو رہے ہیں، جس معاشرے میں نکاح مہنگا ہو جائے اس معاشرے میں زنا سستا ہو جاتا ہے۔آپ نکاح کا تصور

کریں آپ کے ذہن میں فوراً ڈیڑھ دو لاکھ کا بجٹ آجائے گا،لیکن زنا کا سوچیں تو صرف چار پانچ سو میں دستیاب ہے (نعوذ باللہ)۔

بعض والدین اپنی بیٹیوں کو کسی کے ساتھ دوستی لگاتے ہوئے دیکھ لیتے ہیں مگر صَرفِ نظر کر لیتے ہیں، کیوں......؟ اس لئے کہ کسی طریقے سے دوستی لگ جائے اور ہماری بیٹی کو رشتہ مل جائے۔

اگر آج کے مسلمان نبیوں اور صحابہ کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے ایک سے زائد شادیاں کرنا شروع کر دیں تو کنواری عورتوں کی تعداد کم ہو جائے گی، جس سے ان کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوگا۔ مانگ زیادہ ہوگی تو قیمت بڑھ جائے گی، لوگ اپنی بیٹی کو چھپا کر رکھیں گے بے دین بھی اپنی بیٹی سے پردہ کروائے گا۔اس لئے اپنے معاشرے میں ایک سے زیادہ شادیوں کو ترویج دیں۔

زیر نظر کتاب اسی سنت کو دوبارہ زندہ کرنے کی ایک معمولی سی کوشش ہے، ہمیں معلوم ہے یہ باتیں بہت سارے لوگوں کو ناگوار بھی گزریں گیں اور وہ ان پر سخت ناراض بھی ہوں گے لیکن یہ باتیں اکثر مردوں کی دل کی آواز ہیں جو اپنے دل میں امت کی بیٹیوں کا درد رکھتے ہیں، جو اپنی آخرت کو خراب نہیں کرنا چاہتے۔

میں آپ حضرات سے التماس کرتا ہوں اس کتاب کو بار بار پڑھیں ان باتوں کو دل و دماغ میں اتاریں ان کو اچھی طرح ذہن نشین کریں اور پھر دوسروں تک پہنچائیں، اپنی نجی محفلوں میں عمومی باتوں کا رخ اس طرف موڑیں اور پھر اس موضوع پر خوب بات چیت کریں۔اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو، اللہ تعالٰی اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے، آمین

سید عبدالوہاب شیرازی

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز ایک خاص اندازے سے پیدا کی ہے:

قال اللہ تعالیٰ: انا کل شیء خلقناہ بقدر

ہم نے ہر چیز کو ایک متعین اندازے سے پیدا کیا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شی کو حکمت کے ساتھ ایک اندازے سے پیدا کیا ہے تو جس خالق نے مردوں میں عورتوں سے زائد جنسی رغبت رکھی اس نے اسی حساب سے مردوں کے مقابلے میں زائد عورتوں کو پیدا بھی کیا ہوگا، تا کہ ایک مرد اپنی اس فطرت کے موافق عورتوں کو خواہ وہ عورتیں اپنی قوم کی ہوں یا اگر اپنی قوم میں عورتوں کی تعداد کم ہو تو دوسری اقوام کی عورتوں سے نکاح کر کے بیک وقت متعدد کو بسہولت نکاح میں جمع بھی کر سکے۔

بیل، گائے، بکرا، بکری اور مرغا، مرغی وغیرہ میں نر و مادہ کی شرح پیدائش اس لئے برابر ہوتی ہے کہ ان اجناس میں نر ذبح ہونے اور گوشت کھانے کے لئے یا کسی اور طرح سے مرنے کے لئے ہوتے ہیں، تو الدو تناسل کے لئے صرف ایک نر متعدد مادہ کے لئے رکھا جاتا ہے۔

عین اسی اصول کے مطابق عجیب بات ہے کہ وہ قوم جس کے مرد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے کثرت سے قربان اور شہید ہونے لگیں تو مشاہدہ ہے کہ اس قوم میں اللہ تعالیٰ لڑکوں کی شرح پیدائش بڑھا دیتے ہیں۔

چنانچہ افغانوں کے ہاں سنا ہے کہ لڑکوں کی شرح پیدائش لڑکیوں سے زیادہ ہے۔ فلسطین میں بھی یہی صورتحال ہے۔

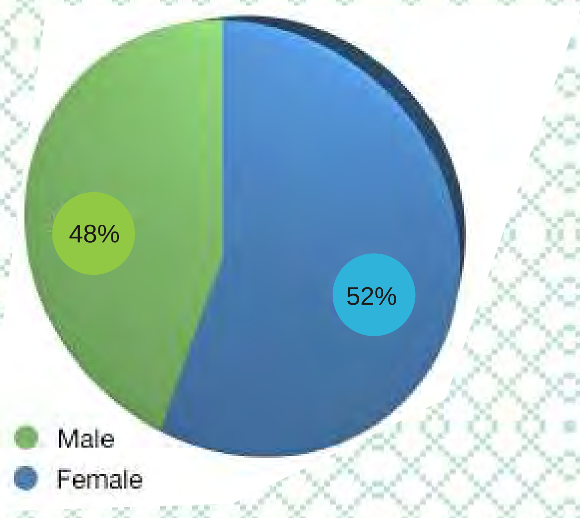
عورتوں اور مردوں میں آبادی کا تناسب

عموماً عورتوں کی شرح پیدائش مردوں سے زائد ہوتی ہے، یہ اس کی علامت ہے کہ فطرت چاہتی ہے کہ نکاح کے معاملے میں مرد ایک بیوی پر قناعت نہ کریں، حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

دنیا میں عورتوں کی تعداد مردوں سے اکثر زیادہ رہتی ہے اور یہ امر صریح دلیل ہے اس بات کی کہ ایک مرد کے لئے کئی جورویں (بیویاں) ہوسکتی ہیں، مگر اس کے برعکس قدرت کی مرضی نہیں۔

حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کثرت نساوقلتِ رجال منقول ہونے کے ساتھ مشاہد بھی ہے، اولاتو عورت کی پیدائش زیادہ ہے اور مردوں کی کم، ثانیا عالمگیر جنگوں میں مرد ہی تباہ و برباد ہوتے رہتے ہیں، پس اگر تعددِ ازواج کا مسئلہ تسلیم نہ کیا جائے تو عورتوں کی مکافات کے لئے اتنے مرد کہاں سے آئیں گے۔۔؟؟



عورتوں کی شرح پیدائش زیادہ ہونے کی وجوہات۔۔؟

1۔اللہ تعالیٰ نے مردوں میں عورتوں کی طرف جنسی میلان زیادہ رکھا ہے۔

2۔عورتوں کی کثرت پیدائش حدیث سے ثابت ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنت میں جانے والے ہر مسلمان مرد کو حور کے علاوہ کم از کم دو بیویاں دنیا کی مسلمان عورتوں میں سے ملیں گیں۔ یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب عورتوں کی شرح پیدائش مردوں سے زیادہ ہو۔

3۔خاندانی منصوبہ بندی والوں کی ہدایات پر عمل کرنے سے لڑکیوں کی شرح پیدائش زیادہ ہوتی ہے۔

وہ اس طرح کہ خاندانی منصوبہ بندی والوں کے ''لوگو'' میں میاں بیوی کے ساتھ ایک لڑکا اور ایک لڑکی دکھائی گئی ہے لہذٰ لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ ایک لڑکا ہو اور ایک لڑکی ،لیکن جب ایک لڑکی ہوتی ہے تو میاں بیوی لڑکے کے لئے جد جہد شروع کردیتے ہیں پھر لڑکی ہوجاتی ہے۔وہ پھر لڑکے کے لئے کوشش کرتے ہیں پھر لڑکی ہوجاتی ہے اس طرح کرتے کرتے سات آٹھ لڑکیاں پیدا ہوجاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ خاندانی منصوبہ بندی والوں کی چالوں کو ہی حضور ﷺ کی امت میں اضافے کا باعث بنا رہے ہیں۔

4۔اللہ تعالیٰ کی عادت شریفہ ہے کہ جو قوم یا فرد جس وقتی منفعت کی خاطر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہوئے اس منفعت کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسی گناہ کو اس منفعت کے ختم

کرنے کا ذریعہ بنا دیتے ہیں۔ چنانچہ جو قوم یہ سوچ کر زکوۃ نہ دے کہ مال کم ہو جائے گا اللہ تعالیٰ مال سے برکت ختم کر دیتے ہیں۔ جو شخص مال میں اضافے کے لئے سود لینا شروع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اخراجات بڑھا دیتے ہیں جس سے اس کے خرچے ہی پورے نہیں ہوتے۔

بالکل اسی طرح جو قوم اپنی بیویوں پر غیر ضروری ترس کھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو ترک کرتے ہوئے ایک ہی شادی پر اکتفا کرتی ہے، اور طلاق یافتہ یا بیوہ عورتوں کو شادی سے محروم رکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں لڑکیوں کی کثرت کر دیتے ہیں کہ اب تم اپنی لڑکیوں کے لئے رشتے تلاش کر کے دکھاو۔

5۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الرجال قوامون علی النسا.

یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں اور یہ بات تو آپ جانتے ہی ہیں کہ حاکم تعداد میں محکوم سے کم ہوتے ہیں۔ جیسے پاکستان کی اٹھارہ کروڑ عوام کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی (امانت دار) صدر زرداری عنایت فرمایا ہے۔ اٹھارہ کروڑ کی آبادی کے لئے ایک ہی (خوبصورت) وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک ہے۔ بالکل اسی طرح مردوں کی حاکمیت تب ہی ثابت ہو سکتی ہے جب اس کے تحت کم از کم دو عورتیں ہوں۔

6۔ گناہوں کی کثرت: کیونکہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرما رہے ہیں اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو (یمدد کم باموال و بنین) اللہ تمہاری مدد کرے گا مال اور بیٹوں کی کثرت سے۔

لیکن یہاں یہ بات بھی یاد رکھیں کسی کے ہاں زیادہ لڑکیوں کا پیدا ہونا اس کے گناہ گار ہونے کی علامت نہیں۔ اس آیت اور اس جیسی دیگر آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی صورت میں مال اور لڑکوں کے اضافے کا فرمایا ہے اس سے اجتماعی اور قومی سطح پر اضافہ مراد ہے۔ یعنی قومی سطح پر لڑکیوں کی کثرت پیدائش گناہوں کی علامت ہے۔

مسلم لڑکیاں غیروں کے ساتھ مجرم کون ؟

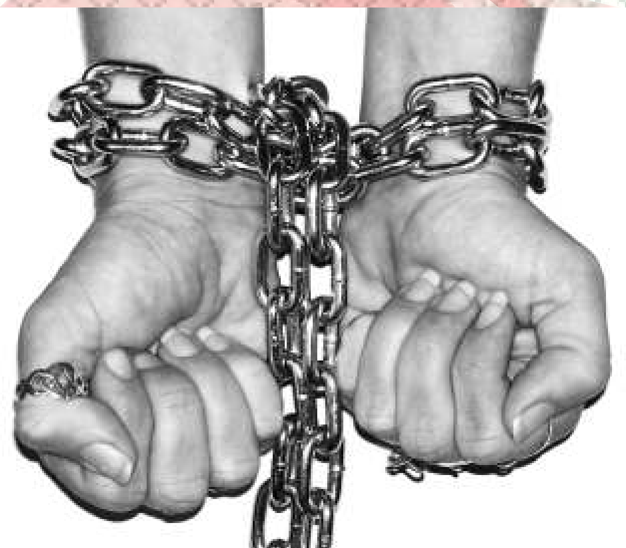


آج چند سالوں سے آئے دن اخبارات میں پڑھنے اور سننے میں یہ خبریں آرہی ہیں کہ فلاں لڑکی اپنے اہل خانہ کی رضامندی کے بغیر اپنے ایک شناسا کے ساتھ گھر سے نکل گئی بلکہ معاملہ اب تو اس قدر آگے بڑھ گیا ہے کہ مسلمان لڑکیاں اپنے غیر مسلم ساتھی، عاشق اور دوست کے ساتھ نکلی جارہی ہیں، ابھی چند دن پہلے مسلمانوں کے اجتماعی و دینی معاملات میں دلچسپی رکھنے والے ایک صاحب علم نے اس حقیقت کا انکشاف کیا کہ میرے رہائشی شہر کے قریب ایک صنعتی شہر میں 200 سے زائد مسلمان لڑکیوں نے غیر مسلموں سے شادی کرلی ہے اور اس سے بھی کربناک و افسوسناک خبر یہ کہ حیدرآباد کی ایک اعلی تعلیم یافتہ شکل وصورت کی مالک دولت مند باپ کی 24 سالہ بیٹی ایک موچی ذات کے 40 سالہ ہندو

سے عشق و معاشقہ کے بعد شادی کر لیتی ہے اور جب اس شادی کو رسمی شکل دینے کی بات آئی تو اس تقریب میں اس لڑکی کا نام نہاد مسلمان باپ اپنے پچاس سے زائد رشتہ داروں کے ساتھ بڑی گرم جوشی سے شرکت کرتا ہے، یہ اور اس قسم کی خبریں جو آئے دن اخبارات کی زینت بن رہی ہیں اس امر کی عکاسی کر رہی ہیں کہ موجودہ دور میں مسلمان نہ صرف اپنا دین واخلاق بلکہ اپنا تشخص بھی کھوتے جا رہے ہیں۔

ان خبروں سے مسلمان، خصوصاً نوجوان اور بالاخص دیندار نوجوان گہرے قلق واضطراب کے شکار نظر آ رہے ہیں،

لہذا ضروری ہے کہ قوم کے غیور ودانشور حضرات اصل سبب کو تلاش کریں، حقیقی مجرم کون ہے اس کی نشاندہی کریں اور لڑکیوں کے ایسے باغیانہ قدم اٹھانے پر کیا شرعی احکام مرتب ہوتے ہیں اسے واضح کریں تاکہ مرض کا صحیح علاج کیا جا سکے۔



متعدد شادیاں اور خواتین کا تحفظ:

اللہ تعالیٰ نے جو متعدد شادیوں کا نظام دیا ہے اس میں مردوں سے زیادہ تمہاری بیٹیوں اور بہنوں کا تحفظ ہے اور جس حساب سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری فطرت بنا کر اور اپنے محبوب ترین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرار دے کر تمہارے اندر عورتوں کی طرف نکاح والی طلب رکھی ہے اللہ تعالیٰ اسی طلب کے حساب سے تمہارے خاندانوں اور نسلوں میں عورتیں پیدا کرتا رہے گا۔

تم اگر ہندوؤں اور انگریزوں سے متاثر ہو کر اور اپنے گڑھے ہوئے ڈبل روٹی اور برگر کے خرچوں کے خوف سے اور تعلیم کے لئے خود پر مسلط کردہ بچوں کے اسکول کی فیسوں کیخوف سے نیز اپنی خدمت گزار بیوی پر ترس کھاتے ہوئے یا کسی بھی دینی یا دنیوی خدمت میں مشغولیت کے پیش نظر عورتوں کی طرف نکاح والی اس طلب کو ختم کر ڈالو گے (جو فطرت نے تم میں ودیعت کی ہے) یا اور کسی جذبے سے سب کے سب ایک بیوی پر اکتفا شروع کردو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اس مقتضی فطرت سے پوری طرح مطابقت نہ رکھنے والے طریقے سے متاثر ہو کر تماہرے خاندانوں اور قوموں میں عورتوں کی شرح پیدائش کم تھوڑا ہی کر دے گا۔ بلکہ جب نکاح سے اس عملی نفرت کی وجہ سے بے نکاحی عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا اور بے حیائی بڑھے گی تو اللہ تعالیٰ انتقام لینے کی خاطر اس شرح پیدائش میں مزید اضافہ کر دے گا تاکہ جن خرچوں اور مہنگائی کے خوف سے نبی کی سنت سے عملاً نفرت انگیز معاملہ برت رہے تھے اور یوں قوم کے لئے زنا کو آسان اور نکاح کو مشکل سے مشکل بناتے چلے جا رہے تھے اور اس کے اقدام کے لئے غیر ضروری قیدیں بڑھائے چلے جا رہے تھے تو غیور خدا تم سے انتقام لینے کے لئے تمہاری قوموں میں بیٹیوں کی تعداد بڑھا کر تمہارے ایسے خرچے کروائے گا جو تمہاری کمر توڑ کر رکھ دیں گے اور یہ خرچے اس قسم کے ہوں گے جو تمہارے اسلاف اور باپ دادا نے کبھی سنے بھی نہ ہوں گے۔

رشتوں کے سلسلے میں ایک رپورٹ

اس وقت (2011ء) پاکستان میں تین کروڑ لڑکیاں مناسب رشتوں کے انتظار میں بوڑھی ہو رہی ہیں۔ تین لاکھ لڑکیاں شادی کے خواب دیکھتے دیکھتے شادی کی عمر گزار چکی ہیں۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق پاکستان کے ہر تیسرے گھر میں دو سے زائد لڑکیاں ہیں۔ ہر آٹھویں گھر میں لڑکیوں کی تعداد پانچ سے زائد ہے۔

والدین اپنی بچیوں کے ہاتھ پیلے کرنے کی آس میں بوڑھے ہو رہے ہیں اور انہیں موزوں رشتے دستیاب نہیں۔

لڑکیوں کے والدین اچھے کھاتے پیتے لڑکے کے انتظار میں لڑکیوں کو گھر بٹھائے رکھنے پر مجبور ہیں جب ان لڑکیوں کی عمر بڑھنے لگتی ہے اور 35 سال کی ہو جاتی ہیں تو پھر وہ ان پڑھ اور عام رشتے ہی قبول کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں لڑکیاں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں جبکہ لڑکے لڑکیوں سے تعلیم کے لحاظ سے پیچھے ہیں۔ بیس سال سے کم عمر لڑکے لڑکیوں کی شرح دس فیصد بھی نہیں رہی لڑکے اپنے پاوں پر کھڑا ہونے کا بہانہ اور نوکری لگنے کا کہہ کر ٹالتے رہتے ہیں۔ لڑکیوں کی شرح پیدائش بھی لڑکوں سے بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو مستقبل میں شادی مزید گھمبیر مسئلہ بن جائے گی ان خطرناک حالات میں ترغیب نہیں بھرپور تحریک کی ضرورت ہے۔



تعدد ازدواج کی سنت زندہ کرنے والا معاشرہ۔

جن معاشروں میں تعدد ازدواج کی سنت زندہ ہے وہاں عمومی طور پر آج بھی لڑکی کے باپ کو اس کی فکر نہیں ہوتی کہ میری کتنی بچیاں ہیں؟ آپ نے ممکن ہے سنا ہو کہ افغانوں کے ہاں بعض مرتبہ اس پر لڑائی ہو جاتی ہے کہ فلاں نے اپنی بچی ہمیں کیوں نہ دی؟ ہمیں چھوڑ کر فلاں سے نکاح کیوں کروایا؟ اس کے برخلاف ہمارے معاشرے میں مشاہدہ ہے کہ خاندانوں میں اس پر ناراضیاں چلتی ہیں کہ فلاں باصلاحیت بھتیجے یا بھانجے نے ہماری بچی کیوں نہ لی؟

صحابہ کرام رضوان اللہ کے زمانے میں عورتوں کے مقابلے میں اتنی کثرت سے مردوں کے شہید ہونے کے باوجود کسی ضعیف سے ضعیف روایت میں بھی اس بات کا ذکر نہیں ملتا کہ کوئی صحابی اپنی بیوہ یا طلاق یافتہ یا کسی کنواری بچی کے بارے میں رشتے کے سلسلے میں پریشان ہوئے ہوں یا اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی دعا کی درخواست کی ہو۔ اگر بالفرض کسی روایت میں اس کا تذکرہ ہو بھی تو کم از کم مجبور اور پریشان ہو کر ایسا اقدام نہ کیا گیا ہوگا۔

جبکہ آج کسی بھی بزرگ کے پاس بچیوں کی شادی کے سلسلے میں دعا اور تعویز گنڈوں کی درخواستیں کچھ کم نہیں آتیں اور دعاوں اور وظیفوں کی یہ درخواستیں صرف کنواری بچیوں کی شادیوں کے سلسلے میں ہی آتی ہیں، طلاق یافتگان و بیوگان کے نکاح کی کوشش اور جستجو کو دنیا کا لاحاصل اور فضول ترین کام سمجھ کر اس سے کنارہ کشی میں ہی عافیت محسوس کی جارہی ہے۔

غزوہ موتہ میں جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور اس طرح بیک وقت ان کی چار بیویاں بیوہ ہوئیں لیکن یہ بات کسی روایت میں نہیں ملتی کہ ان کی شادی کا کوئی مسئلہ پیدا ہوا ہو یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کوئی وظیفہ بتایا ہو یا ان کی شادی کے لئے خصوصی دعا کی ہو یا کروائی ہو۔

تعدد ازواج میں اصل حکم کیا ہے؟

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے مرد کی فطرت سے پوری طرح مطابقت کے باعث اسلام میں اصل ترغیبی حکم یہ ہے کہ ایک سے زائد بیویاں رکھی جائیں، یعنی تعدد اصل ہے اور ایک پر اکتفا کرنا یہ مجبوری کے وقت ہے۔

فانکحوا ماطاب لکم من النسا مثنیٰ وثلٰث وربٰع، وان خفتم ان لا تعدلوا فواحدا.

نکاح کرو دو دو سے تین تین سے چار چار سے، اور اگر تمہیں خوف ہو کہ عدل قائم نہ کرسکو گے تو پھر ایک کرو۔

دیکھیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک کا حکم نہیں دیا بلکہ دو دو تین تین چار چار بیویاں رکھنے کا حکم دیا اور مجبوری کے وقت ایک ہی رکھنے کی اجازت بھی دی۔ اس سے معلوم ہوا اصل حکم تعدد ازواج کا ہے۔

ایک سے زیادہ عورتوں کی خواہش اور طلب مرد کی فطرت میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ وہ صرف ایک عورت پر گزارہ نہیں کرسکتا۔ تاریخ بھی اس بات کی شاہد ہے کہ ابتدا ہی سے مردوں کا ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کا رجحان رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ جنت میں بھی ایک مومن مرد کو ایک سے زیادہ بیویاں اور کئی حوریں ملیں گی۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ادنیٰ درجے کے جنتی کے اسی ہزار خادم ہونگے اور بہتّر بیویاں ہونگی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایک جنتی مرد کی پانچ سو حوروں اور چار ہزار کنواریوں اور آٹھ ہزار بیوہ عورتوں سے شادی کروائی جائے گی۔



حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

عقلاً ونقلاً وتجربۃً وقیاساً ہر لحاظ سے یہ امر مسلّم ہے کہ مرد میں عورت کی بہ نسبت شہوت کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔

عقلاً اس لئے کہ مرد کا مزاج گرم ہے، جو سبب شہوت ہے اور عورت کا مزج سرد ہے۔

شرعاً اور نقلاً اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کو چار بیویوں کا اختیار دیا ہے اگر عورت میں شہوت زیادہ ہوتی تو اس کے برعکس ہونا چاہئے تھا۔

تجربۃً اس لئے کہ کوئی شخص اس کا قائل نہیں اور اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا کہ عورت ہمبستری کی دعوت دے اور مرد انکار کرے، اس کے برعکس اس کی مثالیں روزانہ پیش آتی رہتی ہیں کہ مرد بلاتا ہے اور عوت راضی نہیں ہوتی۔

قیاساً اس طریقے سے کہ دوسرے حیوانات میں یہ امر مشاہد ہے کہ ایک مذکر سینکڑوں مونث کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ مردوں میں کثرت احتلام اور عورتوں میں اس کا وجود کالعدم ہونا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں میں شہوت کم ہوتی ہے۔



فضائل نکاح

کثرت سے نکاح کرو

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: تناکحوا تکثروا، فانی اباھی بکم الامم یوم القیٰمۃ(مصنف عبدالرزاق،رقم: 10391)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑھ چڑھ کر نکاح کرو،تم تعداد میں بہت زیادہ ہوجاوگے اس لئے کہ میں بروز قیامت دوسری امتوں پر تمہاری کثرت کے سبب فخر کروں گا۔

بہتر وہ جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں ایک باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہے:

باب کثرۃ النسا (کثرت سے بیویاں رکھنا)۔ یہ باب قائم کرکے اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں:

عن سعید بن جبیر قال: قال لی ابن عباس : ھل تزوجت؟ قلتُ: لا، قال: فتزوج، فان خیر ھٰذہ الام اکثرھا نسا.

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے (میرے استاد) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا تم نکاح کر چکے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں،عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نکاح کرو اس لئے کہ اس امت میں بہتر وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہیں۔

معلوم ہوا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قوم متعدد شادیوں کی فضیلت پر نص ہے،

حافظ ابن حجر مذکورہ قول کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمادیا کہ نکاح کا ترک کرنا ایسی چیز نہیں کہ اسے ترجیح دی جائے، اس لئے کہ اگر نکاح کا ترک قابل ترجیح شی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اختیار کرتے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ خشیت و معرفت رکھنے کے باوجود کثرت سے نکاح کرتے ہیں۔

اور ''شفا'' میں لکھا ہے کہ عرب نکاح کی کثرت کو پسند کیا کرتے تھے کیونکہ یہ کام نکاح کرنے والے مرد کی مردانگی پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا اپنی مردانگی کا اظہار کریں۔



حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کاایک پہلو یہ بھی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلو ہیں۔ان میں سے ایک پہلوایسا بھی ہے جس کی اس آخری زمانے میں اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔وہ پہلو یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں صرف ایک ہی بیوی پر اکتفانہیں کیا بلکہ ایک سے زائد شادیاں کر کے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کیا

فانکحوا ماطاب لکم من النسا مثنی وثلث وربٰع.

جس زمانے میں ہم لوگ جی رہے ہیں اس زمانے میں ایک شادی کا رواج عام ہوگیا ہےاور دوسری شادی کولوگ بُرا سمجھنے لگے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قوانین قدرت میں یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ عورتوں کی شرح پیدائش مردوں سے زیادہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کو چار شادیاں کرنے کا حکم فرمایا۔اور بوقت مجبوری ایک ہی پر اکتفا کرنے کی اجازت بھی دی۔

آج لڑکیوں کو رشتے نہیں مل رہے عورتوں کی تعداد زیادہ ہے جس کی وجہ سے عورت کی قدروقیمت اور ویلیوکم ہوگئی ہے،نکاح مہنگااورزنا سستا ہو چکا ہے۔آپ نکاح کا تصور کریں فوراذہن

میں دوتین لاکھ کا بجٹ آجائے گا، مگرزنا کا سوچیں تو چار پانچ سو میں بھی دستیاب ہے ان تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور صحابہ کرام کی زندگیوں سے سبق حاصل کر کے چلیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چار شادیاں کیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آٹھ شادیاں کیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آٹھ شادیاں کیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نو شادیاں کیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ستر شادیاں کیں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے چار شادیاں کیں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ستر یا نوے یا ایک ہزار شادیاں کیں۔







خلفا راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چار شادیاں کیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آٹھ شادیاں کیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آٹھ شادیاں کیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نو شادیاں کیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شادیوں کی تعداد باقی خلفا کے مقابلہ میں کم ہے کیونکہ ان کی عمر کا کم زمانہ اسلام میں گزرا باقی خلفا سے عمر میں بھی بڑے تھے، دوسرے نمبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور پھر تیسری نمبر پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے آٹھ شادیاں کیں، چوتھے نمبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے نو شادیاں کیں اور وفات کے وقت چار بیویاں اور 19 باندیاں تھیں، چونکہ ان کی عمر کا زیادہ حصہ اسلام میں گزرا اس لئے انہوں نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر باقی خلفا سے زیادہ شادیاں کیں۔

اگر زیادہ شادیاں کرنا جاہلیت کا دستور ہوتا تو پھر سب سے زیادہ شادیاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہونی چاہئے تھیں اور سب سے کم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی، کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر کا زیادہ حصہ جاہلیت میں گزرا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر کا زیادہ حصہ اسلام میں گزرا، معلوم ہوا زیادہ شادیوں کی اتنی ترغیب اسلام نے ہی دی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان حضرات نے زیادہ شادیاں اس لئے کیں کہ ان کی جسمانی قوت زیادہ تھی، یہ بات درست ہے لیکن دوسری طرف ان حضرات میں صبر کا مادہ اور دنیا سے بے رغبتی اتنی زیادہ تھی کہ ہم اس درجے کا نہ صبر کر سکتے ہیں اور نہ ہی دنیا سے بے رغبتی۔ جب ہماری یہ حالت ہے کہ ہم نہ صبر کر سکتے ہیں اور نہ دنیا سے بے رغبتی تو پھر ہمارے لئے تو اور ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم زیادہ شادیاں کریں۔

دورِ صحابہ میں نکاح کیسے ہوتے تھے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کے شوہر نے طلاق دی تو حضرت معاویہ اور ابوالجہم رضی اللہ عنہما نے نکاح کا پیغام بھیجا، ایک طلاق یافتہ عورت کی طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے قریشی سردار ابن سردار اور حضرت ابوالجہم بیک وقت دو شخصیات نکاح کا پیغام بھیج رہی ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس کے اولیا سے فرمایا کہ "**اما معاویہ فصعلوک** "یعنی معاویہ انتہائی فقیر ومسکین ہیں، لہٰذا ان سے اپنی بچی کا نکاح نہ کرو اور "اما ابوالجہم" رہے ابوالجہم "**فلا یضع عصاہ عن عاتکہ** "تو وہ ایسی سخت طبیعت کے ہیں کہ ان کی لاٹھی ان کے کندے سے کبھی نہیں اترتی، لہٰذا ان دونوں کو چھوڑ کر اسامہ بن زید سے نکاح کرو۔

دیکھیں کیسا معاشرہ تھا کہ بیوہ کے لئے اتنے بڑے بڑے رشتے آرہے ہیں کہ نبی صلی اللہ کو مداخلت کر کے فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ یہ سب تعدد ازواج کی برکات تھیں۔

اسما بنت عمیس جو اپنے جوان شوہر جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے غزوہ موتہ میں شہید ہونے کے بعد بیوہ ہوگئیں ان کے بارے میں روایات میں ہے:

کہ ابھی عدت گزری ہی تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا جسے حضرت اسما نے قبول کرلیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے نکاح فرمایا اور پھر ولیمہ کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی آپ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی مگر حضرت اسما بنت عمیس نے یوں کہہ کر انکار کر دیا: اے ابوالحسن آپ رہنے دیں کیونکہ آپ ایک ایسے شخص ہیں کہ جن کی طبیعت

میں سنجیدگی نہیں۔

دیکھیں اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگر یہ سوچتے کہ میں تو پہلے ہی دو شادیاں کر چکا ہوں مزید ایک اور شادی سے کہیں پہلی دو کا ثواب بھی کم نہ ہو جائے یا خواہ مخواہ میں مجھے خود پر اتنے سارے بال بچوں کی فکر مسلط کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بیویوں میں عدل نہ ہو سکا تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا لہٰذا اطمینان قلب کے ساتھ دین و دنیا کے کاموں میں ہمہ تن مشغول رہنا چاہیے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اسما بنت قیس کی طرف حضرت علی نے دوبارہ پیغام نکاح بھیجا جو انہوں نے قبول کر لیا۔

صحابہ کرام کے واقعات میں آپ کو ایسا بکثرت ملے گا کہ ایک ایک عورت چار چار مرتبہ بیوہ ہوئی اور کبھی بھی اس کو شادی میں کوئی مسئلہ پیش نہیں آیا نہ تو وظیفے پڑھے اور نہ ہی بزرگوں سے دعائیں کروانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام نکاح بھیجا، انہوں نے یہ کہہ کر پیغام مسترد کر دیا کہ مجھے ان سے نکاح میں کوئی رغبت نہیں۔

امیر المومنین نے ایک پیغام ام ابان بنت عتبہ بن شیبہ کی طرف بھیجا ام ابان رضی اللہ عنہ نے بھی یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ سخت طبیعت کے ہیں۔ یہ سارے انکار اس لئے ہو رہے تھے کہ ان کو یقین تھا کہ ہمیں اپنی مرضی کا رشتہ مل جائے گا۔





بیویوں میں ''عدل''۔

جس طرح لوگ پردے کے معاملے میں ایک غلط فہمی کا شکار ہیں یعنی ''ستر اور پردہ'' میں فرق نہیں سمجھتے بالکل اسی طرح دوسری شادی کی صورت میں عدل کے بارے میں بھی غلط فہمی کا شکار ہیں۔

لہٰذا اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ عدل کے معنیٰ ظلم کا مقابل ہے،

ظلم کہتے ہیں حق کے موافق برتاو نہ کرنا، مثلاً ٹوپی کا مقام سر پر رکھنا ہے اگر آپ اسے پاوں پر رکھ دیں تو یہ ظلم ہے۔

عدل کہتے ہیں حق کے موافق کے برتاو کرنا۔

عام طور پر لوگ عدل اور تسویہ (برابری) میں فرق کو نہیں سمجھتے۔ عدل ہر حال میں ضروری ہے چاہے بیوی ایک ہو یا ایک سے زائد جبکہ تسویہ (برابری) ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں صرف دو چیزوں میں ضروری ہے۔ ا۔ بیتوتہ (رات گزارنا) ۲۔ وصلات زائدہ (اضافی تحفے تحائف) میں۔

عدل کا مطلب یہ ہوا کہ کسی پر ظلم نہ ہو، اور یہ بات تو ایک بیوی کی صورت میں بھی ضروری ہے کہ آپ اس پر ظلم اور زیادتی نہ کریں اس کے حقوق واجبہ کو ادا کریں۔

البتہ ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں دو چیزوں میں تسویہ یعنی برابری بھی کرنا ہوگی،

یاد رکھیں ہر چیز میں برابری کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر دونوں بیویاں مالی حیثیت سے برابر

ہیں یعنی دونوں مالدار ہیں یا دونوں غریب ہیں تو پھر نان نفقہ میں برابری ضروری ہے ورنہ نان نفقہ میں برابری ضروری نہیں ہے، مالدار بیوی کو اچھا کھانا جو اس کے لائق ہو وہ دینا ضروری ہے اور غریب بیوی کو ہلکا کھانا جو اس کے موافق ہو وہ دینا ضروری ہے۔ البتہ دو چیزیں ایسی ہیں جن میں برابری ضروری ہے:

ا۔ رات گزارنے میں یعنی جتنی راتیں ایک بیوی کے ساتھ گزاری ہیں اتنی ہی دوسری کے پاس بھی گزارنا ہوں گی، چاہے جماع کریں یا نہ کریں۔ اور یہ کام اتنا مشکل نہیں جتنا پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔

۲۔ اضافی تحفے تحائف دینا۔ یعنی ضروری نان نفقہ کے علاوہ اضافی کوئی چیز دینی ہو تو پھر دونوں میں برابری کرنا ہوگی۔ (مثلاً شادی بیاہ یا عید کے موقع پر کپڑے وغیرہ بنانا)

کیا آپ ان دو چیزوں میں برابری نہیں کر سکتے۔۔۔؟؟

کیا آپ انسان نہیں ہیں آپ کو اللہ نے عقل نہیں دی کہ آپ عدل کو چھوڑ کر ظلم کریں گے۔۔؟؟

لہٰذا خود بھی زیادہ شادیاں کریں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں۔



بعض لوگوں کا ایک عجیب اعتراض

بعض لوگ ایک عجیب قسم کا اعتراض کرتے ہیں کہ جی اس زمانے میں بیویوں کے درمیان عدل کرنا ممکن ہی نہیں۔

اس میں دو باتیں ہیں:

1۔عدل ممکن ہی نہیں

2۔عدل کرتے نہیں

جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے کہ لوگ عدل کرتے نہیں، یہ بات کسی حد تک ٹھیک ہو سکتی ہے لیکن اس بات کو لیکر دوسری شادی ہی نہ کرنا کہ لوگ عدل نہیں کرتے یہ ایسا ہی جیسا کوئی کہے کہ لوگ نماز پڑھتے ہی نہیں لہذا میں بھی نہیں پڑھتا یا لوگ نماز پڑھتے ہی نہیں لہذا اس کی ترغیب دینا ہی فضول ہے۔

اگر لوگ نہیں کرتے تو آپ خود عدل کر کے لوگوں کے لئے مثال بنیں، یا کم از کم اس بات کی ترغیب چلائیں لوگوں سے کہیں کہ وہ عدل کریں، عدل کرنے سے ہوگا نہ کہ سوچنے سے۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے کہ عدل ممکن ہی نہیں، یہ بالکل فضول بات ہے۔اس قسم کے اعتراض پرویز مشرف کی ذہنیت رکھنے والے روشن خیال دین کی اور کئی باتوں پر بھی کرتے رہے ہیں کہ فلاں کام آج کے دور میں ممکن ہی نہیں، یاد رکھیں دین کے کسی حکم کے بارے میں یہ سوچ لینا کہ آج اس پر عمل کرنا ممکن ہی نہیں اس سے وہ معاف نہیں ہو جاتا بلکہ اس کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے کہ اپنے آپ کو دین دار کہنے والے آگے بڑھ کر اس حکم پر عمل کر کے گمراہوں کی دلیل بیچ چورا ہے کے باطل

کر کے دکھائیں کہ دین اور شریعت کا ہر حکم قیامت تک کے لئے ہے اور اس پر عمل کرنا ہر دور اور زمانے میں ممکن ہے۔

لہٰذا آج جتنے اعتراض دوسری شادی پر ہو رہے ہیں یہ اس بات کے متقاضی ہیں کہ دین دار طبقہ خصوصا علما، حفاظ، اور تبلیغی حضرات فورا اس دلیل کو اپنے عمل سے باطل کر کے دکھائیں، اور باقی عوام کے لئے مثال بن کر آسانی پیدا کریں۔

مولانا مفتی طارق مسعود مدظلہ فرماتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ جب انسان اخلاص اور سنجیدگی کے ساتھ کسی کام کا پختہ عزم کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستے کھولتے چلے جاتے ہیں، چنانچہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جو نوجوان تعدد زوجات پر عمل کے بارے میں اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اخلاص اور سنجیدگی کے ساتھ عملی کوشش کرے گا، اس کے سامنے بہت سی ایسی تدبیریں اور راستے کھلتے جائیں گے جنہیں اختیار کر کے اس کے لئے اس سنت پر عمل آسان ہو جائے گا اور اگر عزم و ارادہ ہی نہ ہو تو بنی اسرائیل کی طرح مختلف قسم کی شقیں اور اشکالات نکال نکال کر ساری عمر معاملے کو ٹہلانے کی کوشش ہی میں لگا رہے گا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین آدمی ایسے ہیں کہ جن کی مدد اللہ تعالیٰ نے خود پر واجب کر لی ہے:

1۔ وہ نکاح کا ارادہ کرنے والا جس کا مقصد نکاح کے ذریعے خود کو بے حیائی سے بچانا ہو۔

2۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔

3۔ وہ غلام جو خود کو آزاد کرانے کی کوشش میں لگا رہے۔

(ایک سے زائد شادیوں کی ضرورت کیوں؟ ص 294)

عدل کی لغوی تحقیق:

مشہور مقولہ ہے: تعرف الاشیاء باضدادھا۔ اشیاء کی تعریف ان کی ضد سے ہوتی ہے۔

عدل کی ضد کیا ہے؟۔ دیکھیے اس حوالے سے محققین کیا کہتے ہیں۔

مشہور کتاب ''مجانی الاضداد'' جس میں الفاظ کی اضداد کی تحقیق ہے میں لکھا ہے:

العدل # البغی، الظلم، الظلامة، الجور، الاستبداد، قال البستی: علیک بالعدل اذا وُلیتَ مملکة واحذر من الجور فیھا. (ص 207)

یعنی عدل کی ضد ظلم اور استبداد ہے۔ اس سے معلوم ہوا عدل کا مطلب ہے ظلم نہ کرے۔

اسی طرح کی ایک کتاب ''قاموس الاضداد'' کے صفحہ 197 پر عدل کی ضد ظلم لکھی ہے۔

ایک اور کتاب ''معجم الحبیب للمرادفات والاضداد'' کے صفحہ 64 پر عدل کی ضد بغی، ظلم، جور، طغیان لکھی ہوئی ہے۔

ایک اور کتاب ''قاموس الطالب فی المرادفات والاضداد'' کے صفحہ 106 پر العادل کی ضد الظالم، الباغی اور عدل کی ضد ظلم لکھی ہے۔

عدل کا مرادف لفظ انصاف ہے۔

اس سے معلوم ہوا عدل کا معنی صرف ''برابری'' کرنا درست نہیں ہے۔ برابری صرف دو چیزوں میں کرنا ضروری ہے۔ رات گزارنے اور اضافی تحفے تحائف دینے میں، جیسا کہ پہلے تفصیل گزر چکی ہے۔

دوسری شادی میں رکاوٹیں

غربت کا بہانہ

کچھ لوگ دوسروں کو یہ کہہ کر دوسری شادی سے روکتے ہیں کہ پہلی بیوی کے اخراجات پورے نہیں ہو رہے اور تم دوسری کی بات کرتے ہو۔

دراصل آج کل کے زمانے میں جو شخص بحریہ ٹاون اور ڈیفنس میں مکان نہیں بنا سکتا وہ اپنے آپ کو غریب سمجھتا ہے حالانکہ غربت یہ نہیں ہے، جو آدمی دو وقت (تین وقت نہیں) خود بھی کھاتا ہے اور اپنے بیوی بچوں کو بھی کھلاتا ہے وہ غریب نہیں ہے۔

ایک سے زائد شادیاں کرنے کے لئے بہت زیادہ مالدار ہونا ضروری نہیں ہے،بس اتنا کافی ہے کہ آپ اپنی بیوی کو تین چیزیں اس کے مناسب حال دے سکیں:

۱۔مناسب خوراک



۲۔مناسب لباس

۳۔مناسب رہائش، پھر اس رہائش میں یہ بھی ضروری نہیں کہ آپ 500 گز کا بنگلا بنا کر دیں بلکہ اتنا کافی ہے کہ ایک ایسا کمرہ بیوی کو دینا چاہیۓ جس میں اس کا پورا اختیار ہو، یعنی اس کمرے میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی داخل نہ ہو سکے اسے بند کرنا اور کھولنا بیوی کے اختیار میں ہو جیسے کوئی مالک ہوتا ہے۔

مذکورہ شرائط صرف دوسری بیوی کے لئے نہیں ہیں بلکہ پہلی بیوی کے لئے بھی یہ چیزیں

ضروری ہیں اگر آپ ان شرائط کو پورا نہیں کر سکتے تو پھر آپ پہلی شادی بھی نہیں کر سکتے۔

ہمارے سروں کے تاج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون غریب ہوگا، آپ کو اپنی ازواج مطہرات کو دو وقت کھلانے کے لئے مناسب خوراک تو کیا میسر ہوتی غربت کے باعث گھر میں چالیس چالیس دن چولہا جلنے کی نوبت بھی نہ آتی تھی۔

معلوم ہوا غربت کا بہانہ بنا کر ایک یا متعدد شادیوں سے اجتناب کرنا شرعاً اچھی بات نہیں، اگر آپ واقعی غریب ہیں تو لڑکی کے انتخاب میں اپنا معیار بدل دیں اور ایسی لڑکی کا انتخاب کریں جو آپ سے بھی زیادہ غریب ہو یا اس غربت کے باوجود آپ کے ساتھ رہنے پر راضی ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کروالئے کہ یہ عورتیں تمہارے مال میں برکت واضافے کا سبب ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگو روزی کو نکاح میں تلاش کرو اور پھر یہ آیت تلاوت کی:

اِن یَکونُوا فقرا یغنهم الله من فضله

اگر یہ فقیر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں (نکاح کے باعث) غنی کر دے گا۔

بخاری شریف میں ایک غریب صحابی کے نکاح کا عجیب واقعہ موجود ہے وہ یہ کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں ایک عورت آئی اور کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف ایک نظر کی اور سر جھکا لیا کچھ دیر اسی طرح گزر گئی تو ایک صحابی کھڑے ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کو اس عورت سے نکاح کی رغبت نہیں تو میرا نکاح کرا دیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہر دینے کے لئے کچھ ہے؟ صحابی نے کہا اس تہبند کے علاوہ کچھ بھی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گھر بھیجا تا کہ کوئی چیز لائے، وہ صحابی اپنے گھر سے ہو کر واپس آئے اور کہا کہ اس تہبند کے علاوہ کچھ بھی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دوبارہ بھیجا کہ دوبارہ تلاش کر کے آو اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی کیوں نہ

ہو، وہ دوبارہ تلاش کر کے آئے اور کہا اس تہبند کے علاوہ کچھ بھی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں قرآن سے کچھ یاد ہے؟ اس پر صحابی نے کچھ سورتیں گنوائیں کہ فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سورتوں کو تم زبانی پڑھ سکتے ہو؟ صحابی نے عرض کیا جی ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے تمہارا نکاح اس عورت سے اس قرآن کے بدلے کر دیا جو تمہیں یاد ہے (یعنی جتنی سورتیں یاد ہیں ان کی تعلیم بیوی کو بھی دے دینا فی الحال یہ سہی)۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا غربت کا بہانہ بنا کر نکاح میں رکاوٹ نہیں ڈالی جا سکتی۔



ترغیب نکاح کے ساتھ وعدہ غنا

فقہائے اسلام کا یہ اتفاقی مسئلہ ہے، مسئلہ کی غیر معمولی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ معاشی خطرات کو خواہ مخواہ محسوس کر کے نکاح سے جو کترانا چاہتے تھے' قرآن میں انہی کو حکم دیا گیا ہے کہ:

ان یکونوا فقراء یغنیھم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم.(نور. ۴)

''اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے اُن کو غنی کر دے گا' اور اللہ کشائش والا ہے۔''

معاشی مسائل کے متعلق صرف عقلی مشوروں پر جینے والے جن اوہام اور وساوس میں تہ و بالا ہوتے رہتے ہیں' وہی اکثر سوچتے ہیں کہ ''شادی کیسے کریں''؟ افلاس نے گھر میں ڈیرہ ڈال رکھا ہے' بیوی اور پھر بال بچوں کی خوراک و پوشاک کا کیا نظم ہوگا؟

اس قسم کی تنگ خیالیوں کے معاملے میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے دلاسا اور تسلی دی گئی ہے کہ اس مسئلہ کو اتنا پریشان کن نہ بناؤ' رزق کا معاملہ میرے ہاتھ میں ہے' بار بار قرآن میں اطمینان دلایا گیا ہے کہ:

ویرزقہ من حیث لا یحتسب (الطلاق) نحن نرزقکم وایاھم.)(الانعام)

''اور وہ اس کو رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو خیال بھی نہیں گزرتا ہم تم کو اور ان کو رزق دیں گے۔''



مطلب یہی ہے کہ حال پر مستقبل کو قیاس نہ کرنا چاہیے۔''الرزاق ذو القوۃ المتین''پر اعتماد کر کے چاہیے کہ نکاح کا زمانہ جب آجائے تو آدمی نکاح کرے، اور اس مسئلہ کو اللہ کے سپرد کر دے، بیوی اور پھر بال بچوں کے نان نفقہ کا سامان من جانب اللہ ہوگا، ممکن ہے بیوی کی شرکت سے خیر و برکت بڑھ جائے بیوی کا خاندان امداد کرے، یا کسی جائز ذریعہ معاش کا بندوبست کر دے، خود شادی کر نے والے میں شادی کے بعد مستعدی اور ذمہ داری کا احساس پیدا ہو جاتا ہے، کبھی خود بیوی ہاتھ بٹاتی ہے اور کبھی اس طرح کا کوئی دوسرا سامان فراہم ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تاثر قرآن پاک کی اس آیت (ان یکونوا فقراء یغنیھم اللہ من فضلہ) کو پڑھ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نکاح کی رغبت دلاتا ہے' اور اس شخص کو شادی کا حکم دیتا ہے جس میں شادی کی صلاحیت پائی جائے اور ساتھ ہی غنا کا وعدہ فرماتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۳ ص ۶۸۲)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نکاح کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو حکم فرمایا ہے اس پر عمل کرو اور رب العزت کی اسکے اس امر میں اطاعت کرو' اس سلسلہ میں اس نے تم سے جو کچھ وعدہ فرمایا ہے' پورا کرے گا۔ (ایضا)



حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شادی کے ذریعہ غنا تلاش کرو' اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

التمسوا الغنی فی النکاح. (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۲)

''غنا نکاح میں تلاش کرو۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، عورتوں سے شادی کرو، تمہارے یہاں مال اور دولت لانے کا ذریعہ ثابت ہوں گی یعنی اللہ تعالیٰ اس کی آمد کی وجہ سے روزی میں برکت دے گا۔ (جمع الفوائد جلد اول ص ۶۱۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ پر اعتماد کر کے شادی کرے اور دل میں اس کی خوشنودی کا جذبہ رکھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس شخص کی مدد کرے اور اس کو برکت عطا کرے۔ (مع الفوائد کتاب النکاح)



حالت فقر میں اجازت نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے فقر کا شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکاح کرنے کا حکم فرمایا (بیان القران ج ہفتم ص ۷۱)

ماحصل یہ ہے کہ فوری فقر اور تنگ دستی کا خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل خیال نہیں فرمایا اور نہ اس کی وجہ سے کسی کو نکاح کی اجازت دینے میں پس وپیش فرمایا، حدیث کی کتابوں میں واقعات مذکور ہیں کہ آپ نے فوری فقر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شادی کا حکم دیا، کسی صحابی کی تعلیم قرآن پر شادی کر دی جس کے پاس اس کے سوا کوئی دولت نہ تھی۔ کوئی خدمت نبوی میں آیا اور شادی کی خواہش ظاہر کی اور اس کے پاس ازار (لنگی) کے سوا کچھ نہ تھا، آپ نے اسے شادی کی اجازت دے دی، کسی نے اپنی بیوی کو صرف جوتی دی اور آپ نے شادی کی اجازت مرحمت فرمادی، حد یہ ہے کہ ایک لپ ستو اور کھجور پر شادی کی اجازت دی۔

ان حدیثوں کو پیش کر کے کہنا ہے کہ عہد نبوی میں خود ذات برکت سراپا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح کے واقعات پیش آئے جو بتاتے ہیں کہ تنگ دستی اور فقر وفاقہ کے اس عالم میں شادی کی اور کرائی اور اللہ تعالیٰ نے خیر و برکت دی اور رزق کا سامان فرمایا۔

اسلام نے شادی کو اتنی اہمیت کیوں دی؟ اور پیغمبر اسلام نے لوگوں کی شادی ایسی تنگدستی میں کیوں کرائی؟ سوچا جائے تو یہی معلوم ہوگا کہ سارا اہتمام اس لیے عمل میں آیا کہ عفت وعصمت کی پاکیزہ زندگی میسرّ آئے اور اس طرح جائز طور پر بچے پیدا ہوں جس سے پاکبازی پھیلے اور پھر دنیا میں اخلاق اور عزت وآبرو کی مٹی پلید نہ ہو سکے۔

مالداری اور نکاح

1۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی وہ ہیں کہ جن کی مدد اللہ تعالیٰ (نے خود) پر واجب (کرلی) ہے،

ا۔وہ نکاح کرنے والا شخص جس کا مقصد نکاح سے خود کو بے حیائی سے بچانا ہو۔

۲۔وہ غلام جو غلامی کے طوق سے آزادی کی خاطر عقدِ مکاتبت (مالک سے ایک خاص قسم کا مالی عقد) کر کے آزاد ہونا چاہتا ہو۔

۳۔وہ مجاہد جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کر رہا ہو۔

2۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہوا جو اپنی غربت وفقر وفاقہ کی شکایت کر رہا تھا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ نکاح کرلے۔

3۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (لوگو!) اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو نکاح کا حکم دیا ہے تو اس حکم کی تکمیل کی خاطر تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، اس پر اللہ تعالیٰ نے تم سے جو غنٰی (مال میں وسعت وبرکت کا وعدہ) کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ تم سے کیۓ گئے اس وعدہ کو پورا کرے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر فقیر ہوگے تو اللہ (اس نکاح کی برکت سے) غنی کردے گا۔

4۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (لوگو!) غِنٰی کو نکاح میں تلاش کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر فقیر ہوگے تو اللہ (اس نکاح کی برکت سے) غنی کردے گا۔

5۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: رزق نکاح میں تلاش کرو۔

6۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کرو اس لئے کہ یہ عورتیں تمہارے مال میں برکت و اضافے کا سبب ہیں۔

7۔ ثعلبی اپنی سند سے روایات کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غربت کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: نکاح کو لازم پکڑو۔

8۔ ایوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں محمد (غالبا ابن سیرین) مجھے کاروبار، جائیداد، مال بڑھانے کے لئے نکاح کی ترغیب دیتے تھے۔

9۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! (جس نے مال تلاش کرنا ہو تو وہ) نکاح میں مال تلاش کرے۔

10۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا: کسی بھی شخص کے لئے ایمان کے بعد اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں کہ اسے اچھے اخلاق اور محبت والی ایسی بیوی مل جائے جو کثرت سے بچے جنتی ہو۔



بچوں کی کثرت اور جہالت وغربت:

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ اگر بچے زیادہ ہوں گے تو اس سے جہالت اور غربت بڑھے گی، یہ خیال ہی سب سے بڑی جہالت ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ ایسی عورت سے شادی کرو جو زیادہ بچے دینے والی ہو۔ اس معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے حساس تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ایک مرتبہ ایک صحابی نے ایک عورت سے نکاح کا ارادہ کیا، اس عورت کی اولاد نہیں ہوتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا، اس صحابی نے تین مرتبہ اجازت چاہی مگر آپ نے اجازت نہیں دی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم تقویٰ اختیار کروگے تو میں کثرت سے بیٹے دوں گا اور تمہاری آبادی کو (اکثر نفیرا) سب سے زیادہ کردوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیویوں کو (حرث) کھیتی سے تعبیر کر کے ہمیں (پیداوار یعنی) اولاد کی کثرت پر برانگیختہ کیا ہے۔ کیا یہ باتیں پتھر کیدور کے لئے تھیں یا قیامت تک کے لئے ہیں۔۔؟؟ کیا قرآن وسنت جہالت کا راستہ بتاتے ہیں۔ اصل میں یہ سارے خیالات ہمارے ایمان کی کمزوری کی علامت ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ رزق کے مالک ہم خود ہیں،۔

اس لئے یہ خیال دل سے نکال لیں کہ رزق کے مالک ہم خود ہیں۔ ابھی کل ہی کی بات ہے میری ایک دوست سے ملاقت ہوئی اس نے بتایا کہ آج میرا دوسرا نکاح ہے اور ساتھ ہی فرمانے لگے

آج مجھے سب سے زیادہ منافع ہوا ہے، جب سے میں نے دوسری شادی کا سچا ارادہ کیا اس وقت سے کاروبار بھی بڑھنا شروع ہو گیا۔

ہمیں قرآن مجید کا یہ حکم بھی اپنے سامنے رکھنا چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اگر وہ فقیر ہوئے تو اللہ تعالیٰ (اس نکاح کی وجہ سے) غنی کر دے گا۔



ایک عربی خاندان ایک شوہر چار بیویاں 14 بچے ماشاء اللہ
A arab family 4 wives 14 children

عورت کا حسن وجمال۔

فطرت نے عورت کی ذہنی وجسمانی ساخت کو دیکھتےہوئے اس کے لئیز ندگی گزارنے کا جو طریقہ متعین کیا ہےاسی میں اسکی جسمانی وذہنی نشو ونما اور آسودگی ہے۔

آج جدید تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ جوعورت بچے جنتی رہتی ہےاس کا نسوانی حسن اور جوانی بھی تا دیر قائم رہتی ہےاوراس کےحسن و جمال میں اس عمل کے بعد اضافہ ہوتا ہے، گوکہ ولادت کے بعد کچھ دن کے لئے کمزوری کے باعث اس حسن و جمال میں وقتی کمی ہوتی ہے مگر بچے کی ولادت کے باعث اور پھر مسلسل دودھ پلانے کے باعث بہت سے ایسے زہریلے مادے اس کے جسم سے خارج ہوتے رہتے ہیں اوران کی جگہ بہت تیزی سے صاف اور شفاف خون پیدا ہوتا رہتا ہے جوعورت کی رنگت جلد کی خوبصورتی اوراس کے نسوانی حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے۔



ایک سے زائد شادیوں میں رکاوٹ۔

آج نکاح میں دو چیزیں سب سے زیادہ رکاوٹ بنتی ہیں:

ا۔ دین کی خدمت کا جذبہ اور ان میں ہمہ تن مشغولیت

۲۔ غربت

مشاہدہ ہے کہ بہت سے اہل علم حضرات اس خوف سے جلد نکاح یا متعدد نکاح نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان سے جو کچھ دین کی خدمات لے رہے ہیں تو اہل وعیال کی کثرت ان کے معاش کی فکر اور سوکنوں کے جھگڑے نمٹانے کے چکر میں ان خدمات میں کمی واقع نہ ہو جائے نیز سابقہ دور جہاد میں کئی ایسے مجاہدین کے حالات سننے اور دیکھنے میں آئے جو رشتہ ملنے کے باوجود یہ سوچ کر ایک شادی بھی نہیں کرتے تھے کہ جہاد میں مصروفیت کے باعث کسی بھی وقت شہادت سے سرفراز ہو سکتے ہیں، تو ان حالات میں بیوی بچوں کا بوجھ پالنا بلا وجہ کی مصیبت سر مول لینے کے مترادف ہے، لہٰذا ہلکے پھلکے رہ کر اور بیوی بچوں کی فکر سے آزاد ہو کر مصروف جہاد رہنا چاہئے، بیویاں تو خود سے حوروں کی شکل میں شہادت کے بعد مل جائیں گی، بلا شبہ ان کا یہ جذبہ (صرف جذبے کی حد تک) قابل تحسین ہے۔۔۔۔۔مگر۔۔۔۔۔۔۔

صحابہ کرام میں نکاح سے روکنے والی یہ دونوں رکاوٹیں یعنی دین کی (خدمات کا جذبہ، ان میں عملی مشغولیت اور غربت) بطریق اتم موجود تھیں، دین کی خدمات متعدیہ میں سے مشکل اور افضل ترین اور دنیا کی تمام تر مرغوبات سے سب سے زیادہ غافل کر دینے والی خدمت جہاد ہے، صحابہ اس وقت ان خدمات اور جہاد میں مشغول تھے جب اسلام کو جہاد اور دوسری خدمات کی سب سے زیادہ

ضرورت تھی اور پھر جہادی مصروفیت بھی ایسی کہ روم اور فارس اور ان جیسی نہ معلوم مزید کیسی بڑی بڑی سلطنتیں کہ جنہوں نے مٹھی بھر مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ان سے ٹکراؤ تھا دوسری طرف علمی میدان میں دشمنان اسلام کی سازشیں چاروں طرف سے بھرپور طریقے سے امڈ کر اسلام اور اسلام کے بنیادی عقائد سے متعلق شکوک وشبہات پیدا کر کے پورے اسلام ہی کی مشکوک بانے اور اسے صفحہ ہستی سے مٹانے پر تلی ہوئی تھی۔

مگر جہادی اور علمی میدان کی یہ تمامتر قربانیاں اور دنیا سے غایت درجہ کی بے رغبتی صحابہ کرام کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نکاح کی کثرت والی سنت سے بہرحال باز نہ رکھ سکتی اور بھلا باز رکھتی بھی کیسے۔۔۔؟؟ صحابہ تو دیکھ چکے تھے کہ ان سے زیادہ غریب اور مسکین تو ان کے محبوب ترین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھے،غربت کے باعث گھر میں چالیس چالیس دن چولھا جلنے کی نوبت نہ آتی،مگر اس کے باوجود بیویوں کے بارے میں نہ صرف یہ کہ قناعت نہیں کی بلکہ اتزوج النسا کہہ کر اس کی قولی وعملی ترغیب بھی دے ڈالی،بلکہ جب غربت کے باعث امہات المومنین نے مال غنیمت کا سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیرب کی طرف سے یہ حکم سنایا کہ میرے ساتھ اگر اسی حال میں رہنا ہے تو رہو۔



متعدد بیویوں کی صورت میں مشکلات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

عرب عالم عبداللہ الفقیہ لکھتے ہیں:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان عورتوں کے خلاف بہت غیرت آتی تھی جو خود کو نکاح کے لئے از خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیتی تھیں، نیز صحیح بخاری میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج دو جماعتوں میں منقسم تھیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک زوجہ کے گھر تشریف فرما تھے، اسی دوران دوسری زوجہ نے ایک پیالے میں خادم کے ہاتھ کھانا بھجوایا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جس زوجہ کے گھر تھے ان زوجہ کو اپنی باری میں سوکن کی اس مداخلت پر اتنی غیرت آئی کہ انہوں نے اس پیالے کو لے کر زمین پر دے مارا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ماں کو غیرت آئی اس کے بعد آپ نے زمین پر جھک کر اس پیالے کو جوڑا اور اس میں کھانا دوبارہ ڈالا اور اس وقت موجود افراد کو کھانا تناول کرنے کا حکم دیا۔

مگر یہ مشکلات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو متعدد بیویاں رکھنے سے باز نہیں رکھ سکیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ مرد جب پہلی زوجہ کو اعتماد میں لئے بغیر اور اسے راضی کئے بغیر دوسری شادی کرے تو مشکلات زیادہ ہوتی ہیں اور اسے راضی کر کے یہ اقدام کرے تو مشکلات کم ہو جاتی ہیں، لیکن اگر وہ بیوی کو راضی

کرنے کی کوشش کرے اور پھر بھی بیوی راضی نہ ہو تو بھی مرد کے لئے یہ اقدام جائز ہے، کیونکہ مرد کو دوسری شادی سے زبردستی روکنے کا نہ تو بیوی کو حق ہے اور نہ ہی بیوی کے ولیوں کو۔

لہٰذا عورت کو چاہئے کہ اس کا شوہر جب کسی عورت سے نکاح کا خواہش مند ہو تو اس کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے کیونکہ اس کا یہ رکاوٹ ڈالنا بسا اوقات طلاق یا شوہر کے دل میں زوجہ کی نفرت کا سبب بنتا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کے احوال کو درست فرمائے۔







علما کا دینی خدمت کا جذبہ اور زائد شادیاں

مولانا طارق مسعود مدظلہ فرماتے ہیں:

فطرت کسی کے ذاتی جذبات سے بالکل متاثر نہیں ہوتی۔اب کسی قوم کے علما اگر یہ سوچ کر ایک بیوی پر قناعت شروع کر دیں کہ اس صورت میں ہم اطمینان قلب کے ساتھ دین کا کام زیادہ کر لیں گے تو اگر فطرت ان حضرات کے اس جذبے سے متاثر ہو کر ان کی قوم بلکہ ان کی اپنی اولادوں میں عورتوں کی شرح پیدائش کم کر دیتی تو پھر تو اس جذبے سے ایک بیوی پر قناعت کیئے رہنا شاید کچھ اچھا کام ہوتا،مگر ایسا ہوتا نہیں،اور فطرت ایسے جذبات سے ذرا بھی متاثر ہوئے بغیر عورتیں اسی حساب سے پیدا کرتی چلی جاتی ہے جس حساب سے اس نے مردوں کے دل میں عورتوں سے نکاح والی رغبت رکھی، کیونکہ فطرت کا دعویٰ ہے:

انّا کلّ شی خلقناہ بقدر (الا?ی?)

ہم نے ہر چیز کوایک اندازے سے (مناسب مقدار میں) پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے اندازوں اور اصولوں میں لوگوں کی "رسومات"، "مزاج"، "جذبات"، "مہنگائی" اور "مصروفیات" کی بنا پر تبدیلی نہیں فرماتے۔کیا کبھی ایسا ہوا کہ کسی شخص کی مصروفیات کی وجہ سے فطرت نے اس بھوک کی خواہش اور ضرورت اس لئے چھین لی ہو کہ اس بے چارے کے پاس کھانا کھانے کی فرصت نہیں۔۔۔؟؟؟۔

پس جس طرح بھوک لگنا ایک فطری عمل ہے اسے ختم کرنے کے لئے بہرحال وقت نکالنا پڑتا ہے بلکہ اس کام کے لئے وقت نکالنے کو بقیہ تمام کاموں پر ترجیح دی جاتی ہے بالکل اسی طرح قوم کی عورتوں اور خود اپنی آل اولاد میں پیدا ہونے والی بیٹیوں کی باعزت شادیوں جیسی اہم فطری

ضرورت کے لئے وقت نکالنا بھی بقیہ عام کاموں پر مقدم ہے کیونکہ یہ سوچ کر شادیوں سے اجتناب کرنے والی قوم کہ کون بیویوں کے حقوق اور پھر پیدا ہونے والی کثیر اولاد (ریل کے ڈبوں) کی ذمہ داریاں اپنے سر لے۔۔۔؟۔

اس سے بہتر ہے کہ ایک آدھ بیوی اور ایک آدھ بچے پر اکتفا کر کے اپنے کاروبار زندگی یا عبادت اور خدمات دینیہ میں اطمینانِ قلب اور سکون سے مشغول رہنا چاہئے، چنانچہ اس جذبے سے متعدد شادیوں سے اجتناب کرنے والی قوم میں جس کے بیٹیاں کثرت سے ہو جائیں تو ایسے لاکھوں افراد کو بچیوں کی شادیوں کی فکر اور ان کے لئے مناسب داماد کی تلاش ایسی تشویش (ٹینشن) میں مبتلا کر کے رکھ دیتی ہے کہ اس قوم میں اطمینان قلب کے ساتھ عبادت اور کاروبار زندگی وغیرہ کا سارا مزہ آہستہ آہستہ کِر کِرا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ جلدی، اور کثیر شادیوں کی ضرورت ہے، عورتیں بھی اللہ کی مخلوق ہیں، ہم بعض اوقات اس جذبے سے مختلف جانور پالتے ہیں کہ ان کو کھلائیں گے ہمیں خوشی ہوگی اللہ بھی خوش ہوگا تو کیا کسی انسان یعنی عورت کے ساتھ اس جذبے سے شادی نہیں کی جاسکتی کہ میں اس کا کفیل بن جاوں گا اور اس کے لئے خوراک لباس کا انتظام کروں گا۔



سوکنوں کا جھگڑا اور دوسری شادی



سعودی عرب کے ایک مشہور عالم محمد الامین الشنقیطی فرماتے ہیں:

بعض ملحد اور دشمنان دین کا دعویٰ ہے کہ ایک سے زائد بیویاں رکھنے کے نتیجے میں بیویوں میں کچھ جھگڑا فساد ہوتا ہے اس سے زندگی کی رونق (اور مزا) کرکرا ہو جاتا ہے، کیونکہ مرد جب کسی ایک زوجہ کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے تو دوسری ناراض ہو جاتی ہے، دوسری کو خوش کرنا چاہتا ہے تو پہلی ناراض ہو جاتی ہے یوں وہ ہمیشہ دو ناراضیوں میں سے ایک کا بہر حال شکار رہتا ہے، اور خود کو ایسی پریشانی میں مبتلا کرنا حکمت اور مصلحت کا کام نہیں۔۔۔۔ جو لوگ اس بنیاد پر تعدد زوجات کی مخالفت کرتے ہیں اکا کا کلام ایسا ساقط اور کمزور ہے کہ جس کا لغو اور بے کار ہونا کسی عقلمند پر مخفی نہیں، کیونکہ ایک گھر میں آپس میں نوک جھوک اور جھگڑے ایک ایسا کام ہے جس سے فرار کا کوئی راستہ ہی نہیں، بعض مرتبہ مرد کے اپنی اکلوتی بیوی سے اختلافات اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں، الغرض گھر

کے مختلف افراد کی آپس میں نوک جھوک اور جھگڑے معاشرے میں ایک معمول کی بات سمجھا جاتا ہے اور ان اختلافات کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دے جاتی، چنانچہ ایک سے زائد بیویاں رکھنے میں جو کچھ فسادات واختلاف ہوتے ہیں، ان فسادات واختلافات کی ان مصلحتوں کے قابلے میں کچھ حیثیت نہیں جو مصلحتیں اس سنت پر عمل پیرا ہونے کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہیں،

مثلاً متعدد عورتوں کی کفالت اور ان کو عفت و پاکدامنی کی زندگی میسر ہونا، قوم کی تمام عورتوں میں سے ہر ایک عورت کے لئے ایک اچھے مرد سے نکاح کا حصول باآسانی ممکن ہوجاتا ہے، بچوں کی شرح پیدائش میں اضافہ تاکہ امت اپنی کثرت کے باعث (مختلف شعبوں میں) دشمنان اسلام کے سامنے ٹھہر سکے، الغرض (یہ اور اس جیسی اور) بڑی بڑی مصلحتوں اور فوائد کے مقابلے میں سوکنوں کے آپس کے جھگڑوں جیسے فسادات کچھ معنی نہیں رکھتے۔ لہٰذا ہم یہ فرض بھی کرلیں سوکنوں کے جھگڑے فساد کا سبب ہیں یا دوسری شادی کے نتیجے میں پہلی بیوی کو جو کچھ تکلیف ہوتی ہے تو بیوی کو ایسی تکلیف پہنچانا بھی فساد کا سبب ہے تو شریعت کی نظر میں ترجیح اس بات کو ہے کہ بڑی بڑی مصلحتوں کی خاطر ان چھوٹے فسادات کو برداشت کیا جائے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً انگور سے شراب نچوڑی جاتی ہے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے مگر انگور سے جو بڑے بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کے پیش نظر انگور کے وجود کو برقرار رکھنا ہی مناسب سمجھا جاتا ہے اور شراب کے نقصانات کو دیکھ کر انگور کے وجود ہی کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔

پس قرآن نے مرد کے لئے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کو حلال قرار دیا، عورتوں کی مصلحت کی خاطر تاکہ کوئی مرد ایک بیوی پر اکتفا کرکے نکاح سے وابستہ بہت سے مصلحتوں سے محروم نہ رہ

سکے۔ اور اجتماعی سطح پر امت کی مصلحت کی خاطر تا کہ شرح پیدائش میں اضافہ کے باعث امت کی تعداد میں اضفہ ہو اور امت کے لئے (بذریعہ جہاد) اللہ کے کلمہ کو پوری دنیا میں بلند کرنا ممکن ہو۔

پس تعدد زوجات ایک ایسے باخبر کی طرف سے نازل کردہ حکم ہے جو حکمت والا ہے، اس حکم پر اعتراض وہی کرسکتا ہے جس کی بصیرت کو اللہ نے کفر کی گمراہیوں سے اندھا کردیا ہو، اور بیویوں کی تعداد کو چار کے عدد میں منحصر کردینا بھی ایک حکمت والے اور باخبر کی طرف سے مقرر کردہ حد ہے، کیونکہ اس سے کم بیویاں رکھنے میں مرد نکاح سے وابستہ بعض فوائد سے محروم ہوسکتا ہے اور اس سے زائد بیویاں رکھنے میں اس کا زیادہ امکان ہے کہ عدل اور بیویوں کے حقوق ادا نہ ہوسکیں گے۔

محمد الامین الشنقیطی (فقہ تعدد الزوجات بحوالہ اضوالبیان ج ۳ صفحہ ۲۲۷)



بیوی کے بغیر موت:

ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی خرابیوں میں سے ایک انتہائی بری خرابی یہ بھی ہے کہ عمر رسیدہ شخص کی بیوی فوت ہو جائے اور اس کے بعد اگر وہ شخص شادی کرنا چاہے تو لوگ اسے طعنہ دیتے ہیں، اس کی تحقیر کرتے ہیں اور وہ بیچارہ اپنی آئندہ کی زندگی اسی طرح اکیلے میں گزارتا ہے، اگر وہ نیک ہے تو پھر پاکدامنی کی زندگی گزار لیتا ہے اور اگر کچھ کمزور ہے تو پھر بدنظری اور برے خیالات کے ساتھ اس کی زندگی گزرتی ہے، اس طرح کے کئی مشاہدات راقم نے دیکھے ہیں کہ ایسا عمر رسیدہ شخص جو شادی کرنا چاہتا تھا مگر اسے اس کی اپنی اولاد یا دوسرے لوگوں نے طعنے دیکر شادی سے روکا تو پھر وہ شخص بڑھاپے کی عمر میں زنا کرنے پر مجبور ہو گیا، اسی طرح ایک شخص اپنے بیٹے کی غیر موجودگی میں اپنی بہو کے ساتھ زنا کرتا رہا۔

اس سلسلے میں اسلام کیا کہتا ہے اور صحابہ کرام کا کیا طرز عمل تھا مندرجہ ذیل احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس بیماری میں جس میں ان کا انتقال ہوا فرمایا کہ لوگو میرا (فوراً) نکاح کراو اس لئے کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ازدواجی زندگی کے بغیر ملاقات کروں۔

شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے، اس حالت میں اپنے متعلقین سے فرمانے لگے کہ لوگو میرا (فوراً) نکاح کرادو اس لئے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ میں اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات نہ کروں کہ (موت کے وقت) میرے نکاح میں کوئی عورت نہ ہو۔

ان روایات میں جہاں جلد نکاح کی ترغیب ہے وہاں ان لوگوں پر بھی زبردست رد ہے جو کسی بوڑھے شخص کے لئے نکاح کرنے کو باعث شرم اور باعث عار سمجھتے ہیں۔ البتہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر بوڑھے شخص میں قوت جنسیہ ختم ہو چکی ہو تو اسے پہلے ہی یہ بات واضح کرنا چاہئے کہ میرا نکاح کرنے کا مقصد محض خدمت یا کفالت کرنا ہے تا کہ کسی کے ساتھ دھوکہ نہ ہو کسی کو دھوکہ دیکر نکاح کرنا حرام ہے۔

بالکل یہی معاملہ عورتوں کا بھی ہے انہیں بھی بیوہ ہونے کی صورت میں فوراً نکاح کر لینا بہتر ہے،

رابعہ بصری کا واقعہ

رابعہ بصری ایک بہت ہی نیک اور عابدہ زاہدہ خاتون گزری ہیں، آج لوگ ان کی عبادت کی مثالیں دیتے ہیں، جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کی شاگرد خواتین اور لڑکیاں ان کے اردگرد بیٹھی تھی، ان شاگردوں نے درخواست کی کہ ہمیں کچھ نصیحت کریں تو رابعہ بصری نے فرمایا کہ کبھی بھی بغیر نکاح کے نہ رہو اور پھر اپنا واقعہ سنایا کہ میں جب آدھی رات کو مصلے پر بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرتی تھی اس وقت گلیوں میں پھرنے والا چوکیدار جب میرے گھر کے سامنے سے گزرتا تھا تو میرے دل میں بُرے بُرے وسوسے آتے تھے کہ اس وقت سارے لوگ سوئے ہوئے ہیں کوئی بھی نہیں دیکھ رہا۔ یہ تو اللہ کا کرم ہوا کہ اس نے مجھے زنا سے محفوظ رکھا۔

اس واقعے سے آپ اندازہ لگائیں کہ رابعہ بصری جیسی پاکدام اور عابدہ زاہدہ خاتون کو ایسے وسوسے آرہے ہیں تو آج کل کے اس گندے معاشرے میں جہاں ہر طرف بے حیائی، بے پردگی، اور بے دینی کا ماحول غالب ہے ایسے میں کون عورت ہے جو اپنے آپ کو بچائے گی۔

کسی کو رکاوٹ بننے کا کوئی حق نہیں

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

شوہر دوسرا نکاح کرنا چاہے تو کسی کو رکاوٹ بننے کا کوئی حق نہیں کسی دوسرے کا رکاوٹ بنتے ہوئے مداخلت کرنا کتاب اللہ او سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور قطعی، منصوص، مطلق اور عام حکم کو بغیر کسی دلیل کے مقید وخاص کرنا ہے اور یہ (زبردستی کی رکاوٹ) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی جرات کی بات ہے اور قطعی اور یقینی اجماع کی مخالفت ہے۔

لہٰذا اس بات کی کوشش کریں کہ آپ کے والد، چچا، ماموں، وغیرہ اگر اکیلے ہیں تو ان کو شادی کی ترغیب دیکر شادی کروائیں۔

امام احمد بن حنبل کا فرمان:

فرمایا نکاح کے بغیر زندگی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں، اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجموعہ) چودہ شادیاں کیں اور بیک وقت نو بیویاں چھوڑ کر انتقال فرمایا، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے اس حال میں کہ اہل وعیال کے پاس (غربت کے باعث) کھانے کو کچھ نہ ہوتا اور شام کرتے تو بھی یہی حالت ہوتی مگر اس کے باوجود نو بیویاں چھوڑ کر انتقال فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر نکاح کے زندگی گزارنے سے منع فرمایا ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے اعراض کرے وہ سیدھے راستے پر نہیں اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار صحابہ کے طریقے سے اعراض کرے گا اس کا بھی دین سے کوئی تعلق نہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

یعقوب علیہ السلام (اپنے بیٹے کی جدائی میں) غمزدہ تھے (مگر یہ شدید غم اور آزمائش بھی آپ کو مزید نکاح سے روک نہ سکے اور اس کے باوجود آپ نے مزید) نکاح کیا اور آپ کی (اس نکاح سے مزید) اولاد ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری نظر میں عورتوں اور خوشبو کو محبوب بنادیا گیا ہے۔

متعدد شادیوں کے فوائد

مشہور فلسفی شیخ طنطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

متعدد شادیوں کے فوائد میں سے اولاد کی کثرت، زنا کی تقلیل، بے سہارا عورتوں کی کفالت اور عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت کے زمانے میں عورتوں کی عزت (و ناموس) کی حفاظت ہے، وہ متعدد شادیاں جس کو جاہل لوگ معیوب (اور برا) سمجھتے ہیں ایک دن آنے والا ہے کہ لوگ اس کے فوائد کا ادراک کرنے کے بعد یکبارگی اس کی طرف مائل ہو جائیں گے اور قرآن کی حقانیت اور فضیلت کا اعتراف کرنے لگیں گے۔



دبئی کا ایک شخص پچاس سے زیادہ بچوں کا باپ

مختلف سوال اور ان کے جواب

1۔ کیا آپ انصاف نہیں کر سکتے۔۔۔؟

بہت سارے دوست یہ کہہ کر دوسری شادی کا نام سننا گوارہ نہیں کرتے کہ ہم انصاف نہیں کر سکتے۔ یا ہمیں کوئی ایک مثال دیں کہ کسی نے دوسری شادی کی ہو اور انصاف کیا ہو ایسے دوستوں سے دست بستہ التجا ہے کہ وہ ذرا غور فرمائیں:

اگر آپ نے ایل ایل بی وغیرہ کی ہوئی ہو اور وہ تمام تقاضے آپ کے اندر پائے جاتے ہوں جن کے ہوتے ہوئے آپ چیف جسٹس بن سکتے ہیں اور پھر حکومت آپ کو آفر کرے کہ آپ کو چیف جسٹس بنایا جا رہا ہے تو سچ بتائیں اس وقت آپ یہ کہیں گے کہ میں چیف جسٹس نہیں بنتا کیوں کہ میں انصاف نہیں کر سکتا۔۔۔؟؟

اگر آپ نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہوئی ہے اور تعلیم کے شعبے میں آپ کافی تجربہ رکھتے ہیں اور ملک کے تعلیمی اداروں کو بہتر کرنے کا جذبہ اور صلاحیت بھی رکھتے ہیں حکومت آپ کو وزیر تعلیم بنانے کا اعلان کر دے تو کیا آپ اس وقت کہیں گے کہ میں وزیر تعلیم نہیں بنتا کیونکہ میں اس وزارت کے تقاضے پورے نہیں کر سکتا۔۔۔؟؟

اگر حکومت آپ کو کسی صوبے کا آئی جی لگانے کا اعلان کر لے تو سچ بتائیں کیا آپ یہ کہہ کر انکار کر دیں گے کہ میں اس قابل نہیں۔۔۔؟؟

اگر حکومت اعلان کردے کہ رحمان ملک کی جگہ آپ کو وزیر داخلہ بنایا جارہا ہے تو کیا آپ انکار کردیں گے۔۔۔؟؟

کیا دنیا میں کوئی ایسا کام ہے جس کو کرنے کی کوئی شرط یا قانون یا قاعدہ نہ ہو،۔۔۔؟؟

جب ہر کام کی کچھ نہ کچھ شرائط اور قانون ہیں تو پھر ہر کام آپ بغیر سوچے سمجھے فوراً کرلیتے ہیں لیکن شادی کے موقع پر یہ بات کہ میں انصاف نہیں کرسکتا ہے۔۔۔؟؟

نماز پڑھنے کے لئے جگہ کا پاک ہونا، کپڑوں کا پاک ہونا، جسم کا پاک ہونا، باوضو ہونا، قبلہ رخ ہونا وغیرہ بہت ساری شرائط ہیں کیا کوئی یہ کہہ کر نماز چھوڑ دے کہ میں ان شرائط کو نہیں پورا کرسکتا لہٰذا نماز ہی نہیں پڑھتا یہ درست ہوگا۔۔۔؟؟

آپ کوئی نہ کوئی کام یا ملازمت وغیرہ کرتے ہی ہونگے کیا وہ بغیر کسی شرائط کے ہے، آپ جو ملازمت کررہے ہیں وہ کسی نے زبردستی آپ کے حوالے کی تھی یا آپ نے خود درخواست دے کر حاصل کی تھی، کیا آپ نے اس وقت دو دن بھی یہ سوچا تھا کہ میں شاید اس کی شرائط پوری نہ کرسکوں لہٰذا میں یہ نہیں کرتا۔۔۔؟؟؟

میرے بھائی دوسری شادی کے لئے تین اوصاف ہونا چاہئے۔ ۱۔علم ۲۔خوف خدا ۳۔حوصلہ

۱۔جہاں تک علم کا تعلق ہےتو وہ آپ تک پہنچ چکا مزید اس بارے میں ہم بتاتے رہیں گے اور ہمارے بلاگ پر اس بارے میں بہت سارا مواد موجود ہے۔ www.4bv.blogspot.com

۲۔دوسری چیز خوف خدا ہے، اگر آپ کہتے ہیں میرے اندر خوف خدا نہیں تو پھر آپ اپنی خیر منائیں یہ بہت بڑی جرات کردی آپ نے۔

۳۔تیسری چیز حوصلہ ہے، اگر آپ کے اندر ایک سے زائد عورتیں۔۔۔عورتیں۔۔۔رکھنے

کا حوصلہ نہیں تو پھر آپ کو ڈوب مرنا چاہئیکہ آپ اس قابل ہی نہیں۔

ارے بھائی! اگر آپ نے دوسری شادی نہیں کرنی تو آپ پر کوئی زبردستی نہیں کرتا آپ اس بات کو اپنے دل میں چھپا کر رکھیں اس کا کسی کے سامنے اظہار نہ کریں تاکہ اس غلط نظریے کی دوسروں کو تبلیغ نہ ہو۔آپ کم ازکم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ دوسروں کے سامنے ڈھینگیں ماریں کہ میں چار شادیاں کروں گا۔۔۔ چند سالوں بعد میرے 73 بچے ہوں گے۔

امید رکھیں انشاللہ اس پر بھی آپ کو اجر ملے گا۔ وما توفیقی الا باللہ



Kuala Lumpur, Malaysia - A member of Malaysia's "Ikhwan" Polygamy Club, Mohd Nizamuddin Ashaari (C), 48, poses with his four wives during a Maulidur Rasul gathering in Rawang outside Kuala Lumpur February 27, 2010. The wives from left are, Laila Ahmad, 45, who is the second wife, Sukainah Hamzah, 47, is the first wife, Nizamuddin, Nur Sakinah Rahmanuddin, 45, is the fourth wife, and Umaimah Majid, 42, who is the third wife. They have 24 children in total, from three to 24 years old, who live in a five-room bungalow outside the capital of Kuala Lumpur. Syamsul Bahri Muhammad / ZUMA Press.

2۔دوسری شادی محض مباح کام ہے۔۔۔؟؟؟

بعض حضرات کہتے ہیں کہ دوسری شادی محض ایک مباح کام ہے اور اس عمل کا اقدام کر کے اہل علم اور دیگر نیک لوگ قوم کی طرف سے عیش پرستی شہوت پرستی کے جن طعنوں اور جس قیل وقال کا شکار ہو کر بدنام ہوتے ہیں اس بدنامی سے بچنا فرض ہے اور دیندار لوگ پہلے ہی بہت بدنام ہیں، لہٰذا ایک ایسے عمل جس کی خود ان کی ذات اور معاشرے کو کوئی ضرورت بھی نہیں اور یہ عمل فرض وواجب بھی نہیں تو اس عمل کا اقدام کر کے اپنی بدنامی میں مزید اضافے کی چنداں ضرورت نہیں۔ خلاصہ یہ کہ دوسری شادی حلال ہے اور بدنامی سے بچنا فرض۔۔۔فرض کی اہمیت ایک مباح کام سے زیادہ ہوتی ہے۔

آیت میں اس نظریے پر یوں رد ہے کہ اگر اپنی ذات ،قوم یا معاشرے کو حلال کردہ ایک اقدام کی عملی ضرورت نہ بھی ہو تو بھی ایک کام جسے اللہ تعالیٰ نے واضح لفظوں میں حلال قرار دے دیا ہو، اس سے اجتناب کر کے خود کو بدنامی سے بچانا اتنا اہم نہیں بلکہ اس سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ اس کام کا عملی اقدام کر کے لوگوں کے ایسے بگڑے ہوئے مزاج کی اصلاح کی کوشش کی جائے ،جس بگڑے ہوئے مزاج کے باعث وہ خدا کی طرف سے واضح لفظوں میں حلال کردہ ایک عمل کو بدنامی کا سبب اور باعث عار سمجھ رہے ہیں۔

(ایک سے زائد شادیوں کی ضرورت کیوں؟ ،مولانا طارق مسعود صاحب۔)

3۔ کیا اس زمانے میں دوسری شادی مناسب نہیں----؟؟

فیس بک پر جب میری لوگوں سے دوسری شادی کے حوالے سے گفتگو ہوتی ہے تو بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں دوسری شادی مناسب نہیں،

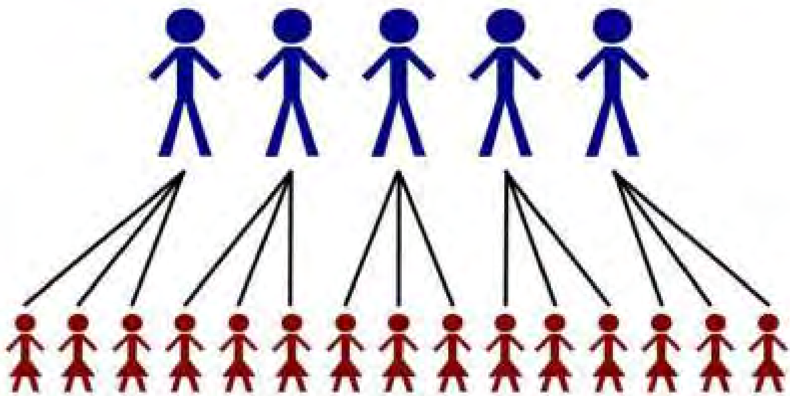
ایسے حضرات سے گذارش ہے کہ پوری دنیا اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ عورتوں کی شرح پیدائش مردوں سے زیادہ ہے۔ چین اور ہندوستان میں عورتوں کی تعداد اس لئے کم ہے کہ وہاں لڑکی کو پیدائش سے قبل ہی قتل کر دیا جاتا ہے، اس طرح وہاں اب تک کروڑوں لڑکیوں کو قتل کیا جا چکا ہے۔

دوسری بات یہ کہ محققین کے مطابق نومولود لڑکوں میں مختلف بیماریوں سے قوت مدافعت کم ہوتی ہے اس لئے لڑکوں کی ایک بڑی تعداد کم عمری میں فوت ہو جاتی ہے، جو بالغ ہوتے ہیں ان میں بھی بہت بڑی تعداد مختلف حادثات کا شکار ہوتی ہے کیونکہ عورتیں عام طور پر زیادہ تر گھر میں ہوتی ہیں چنانچہ ہم سنتے رہتے ہیں کہ گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا اتنے مرد ہلاک ہو گئے، بس کی ٹکر سے موٹر سائیکل سوار نوجوان ہلاک، ڈاکو نے مزاحمت پر دو نوجوانوں کو گولی ماردی، بھری بس میں دھماکہ اتنے افراد ہلاک، موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کی 5 علما شہید، یونیورسٹی میں دو طلبہ تنظیموں میں لڑائی 12 سٹوڈنٹ ہلاک، پاک فوج کا القاعدہ کی تلاش میں قبائلی علاقوں پر حملہ اتنے قبائلی ہلاک، امریکی ڈرون حملہ مسجد میں نماز جمعہ پڑھتے ہوئے 115 نمازی شہید، کرنٹ لگنے سے الیکٹریشن ہلاک، کوئلے کی کان میں 52 مزدور ہلاک، فیکٹری میں آگ لگنے سے 23 ملازم جل گئے، وغیرہ وغیرہ۔

پھر جو مرد ان حوادث سے محفوظ رہتے ہیں ان میں سے بھی ایک بڑی تعداد ہیروئن، چرس اور شراب جیسے نشوں کی عادی ہوتی ہے۔

جو باقی بچ جاتے ہیں ہیں ان میں سے بھی بہت سارے آوارہ ہوتے ہیں کام کاج نہیں کرتے، پھر باقی جو بچ جاتے ہیں ان میں سے بھی اکثر کو امت کی بیٹیوں کی کوئی فکر نہیں ہوتی نہ ہی معاشرے کی فکر ہوتی ہے کہ اسے زنا سے کیسے پاک کیا جائے،تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ باقی عورتوں کے مقابلے میں کتنے مرد رہ جاتے ہیں۔اب اگر یہ بھی اس قسم کے اعتراض کرنے لگ جائیں تو پھر زنا کیسے ختم ہوگا۔۔۔؟؟؟ نکاح کیسے سستا ہوگا۔۔؟؟

ذرا سوچیں اور بتائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔



4۔ کیا دوسری شادی سے پہلی بیوی کا گھر اجڑتا ہے۔؟؟

یہاں میں ان حضرات سے سوال پوچھتا ہوں جو یہ دلیل پیش کر کے کسی بھی نوجوان کے لئے متعدد شادیوں کے اقدام کو ناپسند کرتے ہیں کہ دوسری شادی کے نتیجے میں عموما پہلی زوجہ کا گھر اجڑتا ہے، وہ ناراض ہو کر بچوں سمیت والدین کے ہاں جا بیٹھتی ہے، نہ صرف یہ کہ طلاق کے مطالبے شروع کر دیتی ہے بلکہ بعض مرتبہ تو واقعی طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

وہ حضرات جو ایسے واقعات سنا کر یہ کہتے ہیں: بھلا ایسی شادی کا کیا فائدہ جس میں پہلی زوجہ کا گھر اجڑتا ہو؟ اور اس بنا پر اس عمل کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں، ایسے حضرات کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ بات تو درست ہے کہ رواج نہ ہونے کے باعث دوسری شادی کے نتیجے میں بسا اوقات پہلی کا گھر اجڑتا ہے، وہ طلاق تک کا مطالبہ شروع کر دیتی ہے، اور بعض مرتبہ ہنگاموں کے باعث طلاق ہو بھی جاتی ہے لیکن سوچا جائے کہ اس میں قصور کیا اس مرد کا ہوتا ہے جس نیدوسری شادی کا اقدام کیا یا اس کی اس مسلمان بیوی کا ہوتا ہے کہ اسے جب نکاح سے وابستہ مصلحتین حاصل ہو گئیں تو وہ اور اس کے والدین قطعا اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ کوئی دوسری مسلمان عورت بھی ان مصلحتوں میں اس کے ساتھ شریک ہو جائے اور اس بات کو برداشت نہ کرتے ہوئے کسی صورت اللہ تعالیٰ کے حکم اور تقدیر پر راضی رہنے کو تیار نہیں ہوتے۔۔۔۔؟

نیز کیا یہ قاعدہ کلیہ نہیں کہ اجتماعی سطح پر رونما ہونے والے اور بڑے نقصانات سے بچنے کے

لئے انفرادی اور چھوٹے نقصانات کو برداشت کرنا ضروری ہے اور ایک بیوی کا گھر بچانے کے لئے نوجوانوں کو دوسری شادی سے اجتناب کا مشورہ دیا جانے لگے تو کیا جو تباہی و بربادی ابھی تک ہوچکی اس میں مزید تیزی نہ آئے گی؟

نیز اس پہلو کو بھی تو دیکھا جائے کہ متعدد شادیاں کر کے ایک بیوی کا گھر اجاڑنے والا مزید دو یا تین عورتوں کا گھر بساتا بھی تو ہے جبکہ اجاڑتا ایسی عورت کا گھر ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی نہ ہونے کے باعث اپنا گھر بسانے پر خود ہی راضی نہیں اور دوسری طرف بساتا ایسی عورتوں کا گھر ہے کہ دوسری شادی سے باز رہنے کی صورت میں ان عورتوں کے کسی جرم اور قصور کے بغیر ہی انہیں ساری عمر اپنے گھر کو آباد کرنے والی نعمت سے محروم رہنے پر مجبور ہونے کی سزا مل رہی ہوتی ہے، بلکہ ان میں سے کثیر عورتیں معاشرے میں ملازمتوں اور بے حیائی کے کاموں میں ملوث ہوکر قوم میں نکاح کے رجحان میں مزید کمی کا سبب بن رہی ہوتی ہیں۔ (مفتی طارق مسعود صاحب حفظہ اللہ)



5۔ کیا دوسری شادی کرنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ دوسری شادی کرنے سے فتنہ پھیلتا ہے بیوی اور سسرال والوں سے جھگڑا ہوتا ہے،اور الفتنة اشد من القتل کہ فتنہ قتل سے بھی بڑی چیز ہے۔

جی ہاں بالکل فتنہ قتل سے بھی سخت ہے لیکن فتنے کو ختم کرنے کا طریقہ بھی تو کوئی ہوگا نا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک فتنہ فرض بھی کیا ہے وہ جہاد ہے، جہاد اول تا آخر فتنہ ہی فتنہ ہے،

اس میں قتل بھی ہوتا ہے،خون بھی بہتا ہے،سہاگ بھی اجڑتے ہیں، بچوں کے چیتھڑے بھی اڑتے ہیں، آبادیاں ویران بھی ہوتی ہیں، اور شریعت بھی اسکو حسن لعینہ نہیں کہتی بلکہ حسن لغیرہ کہتی ہے۔لیکن اس فتنہ میں کئی راز پوشیدہ ہیں، یہ فتنہ اپنے سے کئی گنا بڑے بڑے فتنوں کی سرکوبی کرتا ہے، بڑے بڑے فتنوں کا خاتمہ کرتا ہے،امن قائم کرتا ہے،اسلام کو غلبہ نصیب کرتا ہے،کفر کو مغلوب کرتا ہے، اس وجہ سے یہ فتنہ اتنا فضیلت والا بن گیا ہے کہ اس فتنے کو کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دی جاتی ہیں، خون بعد میں گرتا ہے مغفرت پہلے ہوجاتی ہے، الغرض بعض اوقات بڑے فتنوں کو ختم کرنے کے لئے چھوٹے فتنوں میں مبتلا ہونا عین عقل مندی ہوتی ہے۔

آج اپنے معاشرے میں دیکھیں صرف ایک شادی والے رواج کی وجہ سے عورتیں گھروں میں سسک سسک کر جان دے رہی ہیں، لیکن ایسی عورتیں بہت کم ہیں اکثر بے حیائی اور فحاشی میں مبتلا

زنا سستا ہوتے ہوتے صرف دوسو روپے تک پہنچ چکا ہے۔ جبکہ نکاح مہنگا ہوتے ہوتے دس لاکھ سے بڑھ رہا ہے۔

کیا آپ میں اتنا حوصلہ بھی نہیں کہ ان بڑے بڑے فتنوں کے سدباب کے لئے آپ تھوڑی سی قربانی پیش کر کے اللہ کے ہاں سرخرو ہوں۔۔۔۔؟؟



برائی کا اصل سبب :

میری ناقص معلومات میں اس برائی کا اصل سبب دین کی کمی اور مسلم گھرانوں میں دینی ماحول کا فقدان ہے، آج ہمارے بچے یہ نہیں جانتے کہ ان کے مسلمان ہونے کا معنی کیا ہے؟ ہم مسلمان کیوں ہیں؟ ہم میں اور کافر میں کیا بنیادی اور حقیقی فرق ہے، انہیں معلوم نہیں ہے کہ ایک مسلمان بشرط اسلام اللہ کا ولی ہوتا ہے اور کافر بحالت کفر اللہ کا، اللہ کے رسول کا اور مسلمانوں کا دشمن ہے:[

ان الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا(النساء 101)

"یقین مانو! کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں"۔

سورہ ممتحنہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناو، تم تو ان کی طرف دوستی سے پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق [قرآن واسلام] کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں"۔

پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کا ولی اللہ تعالی کے دشمن کو اپنا دوست بنائے اور ایک قرآن ورسول پر ایمان لانے والی عورت اپنے منعم حقیقی اللہ کے دشمن اور خود اپنے دشمن کے ساتھ زندگی گزارنے کا عہد وپیمان کرے؟ کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی دشمنی ہوسکتی ہے کہ کوئی تمہیں ایک لہلاتے باغ اور آرام و آرائش کی جگہ سے نکال کر دہکتی آگ اور نہ ختم ہونے والی الم وحسرت کی جگہ میں ڈال دے۔ قرآن مجید کی سورہ بقرہ میں ارشاد ہے: اللہ تبارک وتعالی مومنوں کو ولی وکارساز ہے وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیا شیطان ہیں وہ انہیں روشنی سے [اسلام سے] نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جب بیوہ ہوئیں تو مدینہ منورہ کے ایک رئیس زادے ابوطلحہ شادی کا پیغام بھیجتے ہیں، اس وقت ام سلیم مسلمان ہو چکی تھیں اور ابوطلحہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، لہذا ام سلیم نے یہ دوٹوک جواب دے کر ان کے پیغام کو رد کر دیا کہ اے ابوطلحہ! اللہ کی قسم آپ کی وہ حیثیت ہے کہ آپ کا پیغام رد نہ کیا جائے، لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ کافر ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں، اور کسی مسلمان عورت کے لئے مناسب نہیں ہے کہ کسی کافر کے ساتھ شادی کرے (مسند احمد، سنن نسائی)

حالانکہ ابھی تک مسلم و کافر کی شادی کے بطلان کا حکم نازل نہیں ہوا تھا پھر بھی ایک مسلمان عورت کی غیرت اور عزت نفس دیکھئے کہ اپنے کو کسی کافر کی قوامیت اور نگرانی میں دینا گوارا نہیں کیا۔



اصلی مجرم :

میرے تجزیئے کے مطابق لڑکیوں کی اس بے راہ روی کا حقیقی مجرم ان کے باپ ہیں اوران کی ماوں کوبھی اس جرم میں ۔۔۔حصہ ملا ہے کیونکہ باپ ماں نے نہ تو اپنے گھر کا ماحول دینی رکھا، نہ ہی اولاد کو دینی اقدار سکھلایا اور نہ مومن و کافر کا حقیقی فرق بتلایا، ان کی ساری توجہ اس امر پر مرکوز رہی کہ میری بیٹی اعلی تعلیم حاصل کر لے، اسے اچھی نوکری مل جائے لیکن اس طرف قطعا توجہ نہ دی کہ ان حالات میں میری بیٹی مسلمان بھی رہ جائے گی کہ نہیں؟ انہیں یہ فکر تو صبح وشام دامن گیر رہی کہ میری بیٹی ڈاکٹر بن جائے، انجنیئر بن جائے لیکن مومن و مسلمان بھی بنے اس کے بارے میں شاید کبھی سوچا بھی نہ ہو، ان کی یہ کوشش ضرور رہی کہ میری بیٹی اچھے نمبرات حاصل کرے اسے اچھا ٹیوٹر ملے لیکن اس بارے میں کبھی بھی نہ سوچا کہ میری بیٹی کا استاذ دین واخلاق کا بھی مالک ہے کہ نہیں، اگر بیٹی امتحان میں کم نمبر سے پاس ہوتی ہوگی تو سخت برہمی کا اظہار کیا ہوگا مارنے کی دھمکی دی ہوگی لیکن لڑکی نے نماز میں کوتاہی کی ہوگی تو اسکے عوض ماتھوں پر بل نہ آئے ہوں گے، ان کی توجہ اس پر تو مرکوز رہی ہوگی کہ میری بچی انگریزی زبان بولنے اور سمجھنے لگے لیکن یہ کبھی نہ سوچا ہوگا کہ اسے قرآن مجید کا صرف ترجمہ ہی پڑھا دیا جائے، غرض یہ کہ اللہ تعالی کی طرف سے سونپی گئی حقیقی ذمہ داریوں کو وہ بھولے رہے، انہیں یہ بھی یاد نہیں رہا کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے اوپر اولاد کی کیا ذمہ داری رکھی ہے۔

یاایھاالذین امنوا قوانفسکم واھلیکم ناراوقودھاالناس والحجارۃ(تحریم 6)

"ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں"۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جس کسی بندے کو اللہ تعالی رعایا کی ذمہ داری دیتا ہے اور اس کی موت اس حالت میں ہوتی ہے کہ وہ اپنی رعایا کے ساتھ دھوکہ کرنے والا ہے تو اللہ تعالی اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔صحیح بخاری وصحیح مسلم

ہر ذی ہوش ماں باپ سے سوال ہے کہ دنیا میں اس سے بڑا دھوکہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ باپ اپنی اولاد کو دنیا کی عارضی زندگی میں کام آنے والے امور سے آشنا کرائے اور آخرت کی ابدی زندگی میں کام آنے والے امور کی طرف کوئی توجہ نہ ہو، اللہ کی قسم اس سے بڑا دھوکہ اور خیانت دنیا میں اور کچھ نہیں ہے،لہذا جو باپ اپنی اولاد کو دین کی بنیادی باتوں سے آشنا نہیں کراتا،دینی تعلیم نہیں دیتا،حجاب و پردہ کے احکام نہیں بتلاتا،غیر مردوں کے ساتھ اختلاط وخلوت سے نہیں روکتا،عریانیت سے دور نہیں رکھتا وغیرہ وغیرہ تو وہ اپنی اولاد کے ساتھ سب سے بڑا دھوکہ باز اور خائن ہے،پھر اگر لڑکی کوئی غلط قدم اٹھالیتی ہے تو دنیا میں رسوائی وذلت اور آخرت میں دردناک عذاب کا مستحق سب سے زیادہ اس کا باپ ہے۔

[۲] اس موقعہ پر ایک اہم معاملہ یہ بھی قابل غور ہے کہ شرعی نقطہ نظر سے لڑکی کی شادی کے لئے اس کے ولی کی اجازت ضروری ہے بلکہ ہر وہ نکاح جو ولی کی اجازت کے بغیر ہو باطل اور غیر شرعی قرار پاتا ہے،ارشاد نبوی ہے: جو عورت بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کرتی ہے تو اس کا نکاح باطل ہے،اس کا نکاح باطل ہے،اس کا نکاح باطل ہے۔سنن ابوداود،سنن الترمذی

ایک دوسری حدیث میں ارشاد نبوی ہے:کوئی عورت کسی عورت کی شادی نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت خود اپنی شادی کرے اور وہ تو زانیہ اور فاحشہ عورتیں ہیں جو[ولی کی اجازت کے بغیر] اپنا

نکاح خود کر لیتی ہے۔ سنن ابن ماجہ

لہذا یہ امر اچھی طرح ذہن نشین رہنا چاہئے کہ کورٹ میرج اور لو میرج کرنے والی لڑکیاں اگر اس کا تدارک نہیں کرتیں تو بحکم شرع زنا کاری کی شکار ہیں اور ان کی اولاد حرام اولاد شمار ہوگی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جس لڑکے سے وہ لڑکی کورٹ میرج کر رہی ہے وہ مسلمان ہے لیکن اگر کوئی لڑکی کسی غیر مسلم سے شادی کرتی ہے، خواہ ولی کی اجازت ہی سے کیوں نہ ہو تو یہ معاملہ خطرناک سے خطرناک تر ہے کیونکہ شرعی طور پر ایسا نکاح باطل اور مزید یہ کہ ایسا عمل کفر اور دین سے ارتداد ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: (البقرۃ: "{221) اور مشرک مردوں کے نکاح میں اپنی عورتوں کو مت دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لا لیں۔

نیز فرمایا: (الممتحنہ 10) " یہ مومنہ عورتیں ان کے یعنی کافروں کے لئے حلال نہیں اور وہ کافر مردان کے یعنی مسلمان عورتوں کے لئے حلال نہیں"۔

ان دونوں آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ کسی مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر مرد سے اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ برضا ورغبت مسلمان نہ ہو جائے، لہذا اسے جائز سمجھنا، اس پر راضی ہونا، اس پر موافقت کا اظہار کرنا علماء کے نزدیک متفقہ طور پر کفر اور دین سے پھر جانا ہے، لہذا معاملہ بڑا ہی خطرناک ہے، وہ لڑکی جو کسی غیر مسلم سے شادی کرنا چاہتی ہے یا کر رہی ہے اور اس کے والدین اگرچہ طوعا و کرھا اس پر موافقت ظاہر کر رہے ہیں، انہیں یہ دھیان رکھنا چاہئے کہ ان کی لڑکی اور وہ خود دین اسلام سے نکل کر دین کفر میں داخل ہو رہے ہیں، اللہ تعالی کے ولیوں کے گروپ سے جدا ہو کر اللہ تعالی کے دشمنوں اور شیطان کے ولیوں میں شامل ہو رہے ہیں، اور بالآخر جنتیوں کے گروہ سے کنارہ کش ہو کر جہنمیوں کے گروہ میں داخل ہو جا رہے ہیں، ایسا شخص اگر نماز بھی پڑھتا ہے، روزہ بھی رکھتا ہے لیکن چونکہ اللہ تعالی کے حرام کردہ کام کو حلال سمجھ رہا ہے لہذا کافر ہے اور اس کے کفر پر تمام

اہل علم کا اتفاق ہے: (محمد:28") یہ اس لئے کہ وہ ایسی راہ پر چلے جس سے انہوں نے اللہ تعالی کو ناراض کر دیا، اور اللہ تعالی کی رضامندی کے کام کو ناپسند کیا تو اللہ تعالی نے بھی ان کے تمام اعمال اکارت کر دئے۔

نیز جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں نہ تو ان کی قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں، اور کافر لوگ اس [جہنم] میں چیخیں ماریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نکال لے، اب ہم اچھے کام کریں گے، برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے، [لیکن جواب میں اللہ تعالی فرمائے گا] کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچتا تھا، لہذا مزہ چکھو، ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔



بگڑے ہوئے دماغوں کی اصلاح کریں۔

باپ جو اولاد کے لئے منزلہ رہبر اور مربی ہوتا ہے (بشرط عدل اور اپنی حیثیت واستطاعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے) اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک سے زائد بیویاں رکھے تا کہ اس معاملے میں اس کی اولاد کے بگڑے ہوئے دماغوں کی کسی قدر اصلاح ہو سکے اور اس کی آل اولاد میں سے اگر کوئی اس حلال کام کا اقدام کرنا چاہے تو اس آل اولاد پر اس معاملے میں ذرا سی بھی تنگی نہ رہے۔

چھوٹے بھائی کی نسبت بڑے بھائی پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ (بشرط عدل اور اپنی حیثیت واستطاعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے) ایک سے زائد شادیاں کرے تا کہ اس کے چھوٹے بھائیوں کے بگڑے ہوئے دماغوں کی کسی قدر اصلاح ہو سکے اور ان پر اس معاملے میں بڑے بھائی کے عمل کو دیکھ کر ذرا سی بھی تنگی نہ رہے۔

کسی مسلمان خاندان کے مسلمان بڑوں پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ (بشرط عدل اور اپنی حیثیت واستطاعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے) وہ ایک سے زائد بیویاں رکھیں تا کہ ان کے چھوٹوں کے بگڑے ہوئے دماغوں کی اصلاح ہو اور جب کوئی انہیں طعنہ دے تو خاندان کے ان بڑوں کی مثال پیش کر کے وہ خود کو بھی اس اقدام کا پوری طرح مستحق ثابت کر سکیں۔

بعض اکابر اور محقق اہل علم کی رائے کے مطابق ملک کے مفتیانِ کرام اور علما کرام پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ زبانی ترغیب کے ساتھ اس سنت کا عملی اقدام کریں تا کہ ان پر اعتماد کرنے اور ان سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے بگڑے ہوئے دماغوں کی اصلاح ہو سکے۔

(ایک سے زائد شادیوں کی ضرورت کیوں؟، مولانا طارق مسعود صاحب۔)

اولیا کی طرف سے نکاح میں بے جا تاخیر کرنا۔

بعض والدین کی یہ بُری عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنی بچی کے لئے آنے والے پیغام نکاح کو فضول قسم کی باتوں کی وجہ سے رد کر دیتے ہیں۔

مثلاً بعض والدین کئی کئی پیغام نکاح مہر کی زیادتی کی تلاش میں ٹھکرا دیتے ہیں، بعض لڑکے میں یا اس کے خاندان میں فضول قسم کے عیب نکال کر پیغام نکاح ٹھکرا دیتے ہیں، پھر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ لڑکی اپنی عمر کا ایک بہترین حصہ گزار لیتی ہے اس کے بعد اس کے پیغام آنا بند ہو جاتے ہیں اور اس طرح وہ ساری عمر گھر میں گزارتی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب کسی گھر میں کوئی بچی جوان ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم کرتے ہیں کہ فلاں فلاں کے دل میں یہ الہام کرو کہ وہ جا کر اس بچی کا رشتہ مانگیں، فرشتے مختلف لوگوں کے دلوں میں یہ الہام کرتے ہیں کہ وہ جا کر فلاں لڑکی کا رشتہ اپنے لڑکے کے لئے مانگیں، اس طرح کچھ لوگ اس بچی کا رشتہ مانگنے کے لئے جاتے ہیں۔ اب اگر بچی کے والدین سمجھدار ہوں تو وہ اس پیغام نکاح کو قبول کر لیتے ہیں ورنہ جب وہ اس پیغام نکاح کو ٹھکراتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہے کہ اب اپنی بچی کے لئے رشتہ خود تلاش کرو اس طرح پھر انہیں رشتہ نہیں ملتا اور وہ شکایتیں کرتے پھرتے ہیں کہ ہماری بچی کا رشتہ نہیں آ رہا۔

ایسے والدین کے بارے میں علامہ حنابلہ جن کا مذہب ہے کہ بلا اجازت ولی عاقلہ بالغہ لڑکی

کا نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا تو ان کے نزدیک بھی اگر کسی لڑکی کا باپ زیادہ مہر کی لالچ میں لڑکی کو گھر میں بٹھائے رکھے اور پے در پے متوجہ ہونے والے رشتوں کو مسلسل رد کر کے بچی کے نکاح میں غیر معمولی تاخیر کا سبب بن رہا ہو تو اس عمل سے لڑکی کے باپ کی ولایت ساقط ہو جائے گی۔ چنانچہ سعودی عرب کے ایک جید حنبلی عالم شیخ صالح العثیمین رحمہ اللہ ایک فتوے میں فرماتےہیں:

آپ نے بعض لوگ دیکھے ہوں گے کہ جنہیں ان کی بچی کیلئے نکاح کا پیغام بھیجا جاتا ہے اور پیغام بھیجنے والا اس لڑکی کا ہم پلہ (کفو) بھی ہوتا ہے مگر اس کا باپ اسے مسترد کر دیتا ہے، پھر (اس جیسا) کوئی دوسرا پیغام بھیجتا ہے اسے بھی اور پھر اس کے بعد ایسے کسی تیسرے کو بھی مسترد کرتا رہتا ہے تو جو شخص ایسی عادت کا ہو تو بچی کے نکاح کے معاملے میں اس کی ولایت ساقط ہو جائے گی اور اس باپ کے سوا کسی دوسرے قریبی ولی کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اس لڑکی کا نکاح کرا دے (اگر چہ باپ راضی نہ ہو)۔

اهل علم پر تعدد زوجات کی عملی ترغیب لازم هے۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

مجھے نکاح بیوگان کے متعلق پہلے بڑا شبہ تھا کہ علما اس کی اس قدر کوشش کیوں کرتے ہیں؟ نکاح ثانی کوئی واجب نہیں، فرض نہیں، صرف سنت ہے، علما یہی کہہ دیں کہ سنت ہی سمجھنا واجب ہے، باقی عملا اس کے درپے کیوں ہوتے ہیں؟

کئی سال تک مجھے یہ شبہہ رہا، بچپن کا زمانہ تھا، پھر الحمدللہ سمجھ میں آ گیا کہ چونکہ فساد عملی ہے اس لئے اصلاح بھی عملی ہونی چاہیئے، محض قولی زبانی اصلاح کافی نہیں (تحف ؟ العلما)

(ایک سے زائد شادیوں کی ضرورت کیوں؟، مولانا طارق مسعود صاحب۔)

کامل انسان کی کیا علامت ہے۔؟؟؟؟

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عورتوں سے محبت (یعنی نکاح کی کثرت کا شوق) انسان کے کامل ہونے کی علامت ہے اس لئے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس امت میں سب سے بہترین شخص وہ ہے جس کی بیویاں سب سے زیادہ ہیں۔

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میری نظر میں) عورتوں اور خوشبو کو محبوب بنادیا گیا ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اس حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل میں عورتوں کی رغبت وطلب کا ذکر فرمایا، ظاہر ہے کہ عورتوں کی طرف رغبت سے مقصد کثرت سے عورتوں کو بذریعہ نکاح جمع کرنے کی محبت مراد ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عورتوں سے نکاح کی غیر معمولی محبت کی اطلاع سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد محض اپنے بارے میں ایک خبر پر مطلع کرنا نہیں، یقیناً اس خبر سے مقصد اپنی امت کو بھی اس کام پر ابھارنا ہے اور ان کے دل میں اس کام کی رغبت پیدا کرنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے سے تو قناعت اختیار کی مگر زیادہ نکاح سے قناعت نہیں کی۔

قابل تعریف کام:

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص نکاح کثرت سے کرے اور زیادہ باندیاں رکھے تو یہ ایک قابل تعریف کام

ہے، قابل ملامت نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویاں بھی رکھیں اور باندیاں بھی اور جمہور صحابہ نکاح کثرت سے کیا کرتے تھے اور اگر نکاح سے کسی کا مقصد اولاد (کی کثرت) ہو تو پھر تو یہ عمل (ن ؟ یعنی نکاح کی کثرت) اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، نکاح کئی لحاظ سے عبادت ہے کہ جن کو شمار کرنا ممکن نہیں مثلاً اس سے خود کو بھی عفت و پاکدامنی حاصل ہوتی ہے اور عورتوں کو بھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نکاح کی خاطر اپنی مبارک عمر کے دس سال بکریاں چرا کر گزار دیئے (تاکہ نکاح کر سکیں) پس نکاح اگر تمام اعمال میں افضل نہ ہوتا تو انبیا کرام علیہم السلام اپنی زندگیوں کا ایک کثیر حصہ نکاح کی کوشش میں (یوں) خرچ نہ فرماتے۔



عورت کتنی مدت تک صبر کرسکتی ھے۔؟؟؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت کسی گلی میں سے گزر رہے تھے، کان میں کسی عورت کی آواز پڑی جو یہ شعر پڑھ رہی تھی

فو الله لو لا الله تخشى عواقبه

لزحزح من هذا السرير جوانبه

نوٹ: ترجمہ کسی عالم سے پوچھ لیں یہاں لکھنا مناسب نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وجہ دریافت فرمائی تو معلوم ہوا کہ اس کا شوہر مدت طویلہ سے جہاد میں گیا ہوا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ سمجھدار عورتوں کی شوریٰ بلا کر یہ طے کرو کہ ورت کتنی مدت تک ضبط کرسکتی ہے، چنانچہ متفقہ طور پر یہ طے پایا کہ چار ماہ کی مدت تک عورت صبر کرسکتی ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قانون بنا دیا کہ اس مدت سے زیادہ کوئی شادی شدہ سپاہی جہاد میں نہ رہے۔

اسی کے پیش نظر فقہا رحمہم اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ چار مہینے میں ایک دفعہ ہمبستری کرنا دیان ?گفرض ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ایک اعلیٰ مقصد اور اسلام کی چوٹی جہاد میں چار ماہ سے زیادہ رہنے پر پابندی لگا رہے ہیں لیکن ہمارے ہاں تو مرد چند ٹکے کمانے کے لئے سالوں سال دوسرے ممالک میں رہتے ہیں، اکثر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ خود وہاں اِدھر اُدھر ہاتھ مارتے ہیں اور ان کی بیویاں یہاں۔

مرد کے لئے مدتِ ضبط شرعاً منقول نہیں، مگر کئی ایک معاملات میں ایک مہینے کی مدت کو کثیر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ بیع سلم اور عند البعض اختلافِ مطالع میں مدت شہر کا اعتبار کیا جاتا ہے، نیز ایک ماہ میں قمر اپنا دور کامل کر لیتا ہے، جس کا انسانی خون پر اثر ہوتا ہے، اس لحاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد کی قوتِ برداشت کی انتہا ایک مہینہ ہے اور عورت کی چار ماہ، دونوں کے تناسب سے معلوم ہوا کہ ایک مرد کے لئے چار بیویاں کافی ہو سکتی ہیں۔





نکاح یا سوداگری

حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ نکاح میں چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں:

ا۔خاندان،۲۔دین،۳۔حسن،۴۔مال اور پھر فرمایا تم دین کو ترجیح دو۔

اور حدیث کا مفہوم ہے کہ سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات کی روشنی میں صحابہ کرام نے رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے نکاحوں کو انتہائی سادہ بنا دیا، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے نکاحوں میں برکت رکھ دی۔

لیکن آج ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ اور صحابہ کرام کی سنت سے اعراض کیا جس کی وجہ سے ساری برکتیں سلب ہوگئیں۔آج شادیاں ہوتی ہیں جن کے لئے لوگ ساری ساری زندگی کماتے ہیں اور پھر شادی کے دو دنوں میں پانی کی طرح پیسہ بہاتے ہیں۔مقابلہ بازی ہوتی ہے کہ فلاں نے اپنی شادی میں اتنا پیسہ ناچنے والوں پر خرچ کیا تھا ہم اتنا خرچ کریں گے۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سرخی دیکھی تو فرمایا یہ کیا ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا حضور میں نے نکاح کیا ہے، اللہ اکبر ایک چھوٹی سے بستی میں بسنے والوں کو بھی خبر ہی نہ ہوئی کہ اس بستی کا سب سے امیر ترین انسان نکاح کرتا ہے اور کسی کو خبر تک نہیں ہوتی۔

جس دور میں ہم جی رہے ہیں آج نکاح بہت کم ہوتے ہیں، یا مقابلہ بازی ہوتی ہے، یا ریاکاری ہوتی ہے، یا سوداگری ہوتی ہے۔

شاید آپ کو یہ لفظ بہت عجیب لگے کہ نکاح کے بجائے سوداگری کا کیا مطلب ہے؟

جی جناب آج کے دور میں بہت سارے لوگ سوداگری بھی کرتے ہیں۔ یعنی بولی لگاتے ہیں اتنی اتنی رقم دو گے تو نکاح ہوگا۔

ظاہر بات ہے جب اس طرح دونوں طرف سے جب سودا کیا جاتا ہے تو پھر وہ محبت اور پیار کبھی بھی پیدا نہیں ہوسکتا جو ایثار کے جذبے سے اللہ تعالیٰ پیدا فرمادیتے ہیں۔ چنانچہ میاں بیوی دونوں اپنے اپنے ہتھیار استعمال کرنے کی ایک دوسرے کو دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔

اس کے مقابلے میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں نکاح میں کم سے کم خرچ کیا جائے اور ایک دوسرے کے ساتھ ایثار والا معاملہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے دل میں اس ایثار کی وجہ سے محبت اور الفت پیدا فرماتے ہیں اور اس طرح ان کی ساری زندگی اسی طرح ایک دوسرے کے ساتھ ایثار کرتے ہوئے گزرتی ہے۔

ہمارے معاشرے میں دوسری بڑی خرابی رشتے کے انتخاب میں غلط ترجیحات ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ترجیح بتائی وہ "دین" ہے، یعنی لوگوں کی مختلف ترجیحات ہوتی ہیں بعض حسن کو ترجیح دیتے ہیں اور بعض خاندان کو، بعض مال کو اور بعض دین، ان میں سب اعلیٰ چیز جسے ترجیح دینی چاہئے اور ترجیحات میں پہلے نمبر پر رکھنا چاہئے وہ دین ہے۔

ہر انسان کی ترجیحات مختلف ہوتی ہیں اس کا خیال بھی رکھا جاسکتا ہے لیکن دین کے بعد یعنی پہلی ترجیح دین ہونا چاہئے اس کے بعد باقی تین چیزوں میں جیسے مناسب ہو کرلیا جائے، مثلا



۱۔ دین ۲۔ خاندان ۳۔ مال ۴۔ حسن

۱۔ دین ۲۔ مال ۳۔ حسن ۴۔ خاندان

۱۔ دین ۲۔ حسن ۳۔ خاندان ۴۔ مال

۱۔ دین ۲۔ خاندان ۳۔ حسن ۴۔ مال وغیرہ

مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کی کوشش سے اجتماعی شادی کا عجیب واقعہ

آج کل وقتاً فوقتاً اجتماعی شادیوں کا ذکر پڑھنے اور سننے میں آتا ہے لیکن بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ اجتماعی شادیوں کی ایک تاریخی روایت جو ہر لحاظ سے مثالی نوعیت کی روایت قرار دی جاسکتی ہے مفتی زین العابدین صاحب رحمہ اللہ نے قائم کی تھی۔

اجتماعی شادیوں کا یہ واقعہ عملاً رونما نہ ہو چکا ہوتا تو شاید اس پر یقین کرنا چنداں آسان نہ ہوتا۔ لیکن اسے قدرت کا کرشمہ کہئے یا حضرت مفتی صاحب کی کرامت اور ان کے مخلص دوستوں اور متعلقہ سرکاری حکام کی معاونت کا اعجاز قرار دیجئے کہ فیصل آباد کے چنیوٹ بازار کے باسیوں میں ایسی ۲۴ خواتینبھی تھیں جو مسلمان معاشرے پر سیاہ دھبوں کی حیثیت رکھتی تھیں۔ ان خواتین کی کونسی مجبوریاں تھیں جو انہیں اس بازار میں لانے پر مجبور کر چکی تھیں۔ اس کا دانشورانہ تجزیہ کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت مفتی صاحب نے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو تبلیغی مشن کا حصہ بناتے ہوئے اس مہم پر صَرف کرنے کا فیصلہ کیا کہ ان خواتین کے لئے مسلمان معاشرے کی شایانِ شان زندگی گذارنے کے مواقع فراہم کئے جاسکیں۔

چنانچہ اپنے دو اہم معانین مولانا عبدالرحیم اشرف اور خان شیریں گل کے ساتھ شبانہ روز مشوروں کے بعد اس وقت کے پولیس حکام کو اعتماد میں لیا گیا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ان خواتین کو چنیوٹ بازار سے نقل مکانی کے لئے آمادہ کرنیکے ساتھ ساتھ پیپلز کالونی میں اعلیٰ پائے کے چند

مکانات کا انتظام بھی کر لیا گیا۔ مرحلہ وار پروگرام کے مطابق جب تمام خواتین پیپلز کالونی میں اعلیٰ پائے کے چند مکانات میں قیام پذیر ہو گئیں تو حضرت مفتی صاحب کے تعاون سے بعض شرفا نے خاموشی کے ساتھ ان خواتین کے گھر بسانے کے مناسب انتظامات کی کوششیں شروع کر دیں۔ اس دوران ایک مرحلہ ایسا بھی آیا کہ جب ان خواتین کو ایک وسیع ہال میں جمع کیا گیا، مفتی صاحب نے اپنی اہلیہ سمیت بعض دوسرے دوستوں کی بیگمات کو بھی ان خواتین کے ساتھ میل جول کے لئے ذہنی طور پر تیار کیا اور انہیں مناسب مشورے بھی دیئے۔ اس کے بعد وہ اہم ترین مرحلہ آتا ہے جو عملی طور پر مفتی صاحب زندگی بھر تبلیغ وارشاد اور توبہ واستغفار کے لئے جانے کہاں کہاں کیا کیا معرکے سرانجام دیتے ہوں گے لیکن آج کے اس معرکے کا اپنا ہی ایک مقام تھا۔ کوئی دوسرا نہیں خود حضرت مفتی صاحب کی اہلیہ محترمہ کی روایت اس ناچیز تک پہنچی ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے توبہ واستغفار کیموضوع پر جو کچھ بھی فرمایا اس کے اثرات ایسا نمٹ اور نمایاں تھے کہ بس آنسوؤں کی لڑی تھی جس نے ہر آنکھ کو اشکبار کر رکھا تھا۔

داستان بہت طویل ہے، خلاصہ یہ کہ ایک ایک خاتون کی رخصتی کا اہتمام کیا گیا، نکاح اور رخصتی میں دلچسپی لینے والے شرفا نے انہیں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی طرح رخصت کیا سوائے ایک خاتون کے سب کے نکاح ہوئے۔

(مصطفیٰ صادق)



ایک اچھے مرد پر ایک عورت کا قبضہ درست نہیں۔

چونکہ مرد میں جنسی قوت زیادہ ہوتی ہے اس لئے یہ انتہائی ظلم ہے کہ مرد کو صرف ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنے پر زبردستی مجبور کیا جائے۔اس کی مثال تو اس طرح ہے جیسے کسی مرد کو زیادہ بھوک لگتی ہو اور اس کے سامنے صرف ایک ہی روٹی رکھی جائے، ظاہر ہے زبردستی ایک ہی روٹی پر مجبور کرنے سے یا تو اس کی بھوک ہی مٹ جائے گی اور یا وہ مرد چوری چھپے دوسروں کی روٹیاں کھانے پر مجبور ہو جائے گا۔ہمارے معاشرے میں یہی ہو رہا ہے بے شمار مرد چوری چھپے دوسروں کی روٹیاں کھانے پر مجبور ہیں، جس کی نحوست ہم مختلف عذابوں کی صورت میں برداشت کر رہے ہیں۔

آج کا کوئی مرد اگر غلطی سے دوسری شادی کا ارادہ کر بھی لیتا ہے لیکن جہالت اور ناسمجھی کی وجہ سے اسے اپنی پہلی بیوی پر ترس آنے لگتا ہیا ور وہ پھر دوسری شادی کے ارادے کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیتا ہے۔ایسے مردوں کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ ان کا یہ بیجا ترس ہزاروں کنواریوں، طلاق یافتہ اور بیوہ عورتوں کا بیڑہ غرق کرنے کا سبب بن رہا ہے، اس کے ساتھ ساتھ ان کا یہ بے جا ترس کھانا معاشرے میں زنا کو عام کرنے کا سبب بھی بن رہا ہے۔ظاہر بات ہے جب اس طرح بے جا ترس کھا کر دوسری شادی نہیں کی جائے گی تو ان عورتوں کا کیا بنے گا جن کے مقابلے میں کوئی مرد ہی نہیں۔



بد نظری کے خلاف صرف بیان بازی کافی نہیں۔

وہ مرد اور عورتیں جن کی کسی وجہ سے شادی نہیں ہوسکی ان میں آپ کتنے ہی بدنظری کے خلاف بیانات کریں مگر عادۃ ایسا ممکن نہیں کہ ان میں سے ایک کثیر تعداد آپس میں بدکاری یا کسی اور طرح سے بے حیائی کے کاموں میں ملوث نہ ہو۔

روز و شب مشاہدہ ہے کہ وہ لڑکیاں جن کی شادیاں نہیں ہو رہیں کتنے ہی اچھے ماحول میں پلنے اور بڑے بڑے بزرگوں سے تعلق اور دیندار گھرانے کی بیٹیاں ہونے کے باوجود لڑکوں کے معاشقے میں مبتلا ہو رہی ہیں، مرد و عورت دونوں کی ایک دوسرے کی طرف اللہ تعالیٰ نے ایسی بھرپور رغبت اور کشش رکھی ہے کہ اگر اس رغبت کی فطری طریقے سے بروقت تسکین نہ کی جائے تو پھر یہ تسکین کسی اور طریقے سے پوری کرنا کسی حد تک مرد و زن دونوں کی مجبوری اور پھر بالاخر عادت بن جاتی ہے۔

مدارس البنات میں پڑھنے والی عالمات جن کا سارا دن کام ہی قال اللہ اور قال الرسول پڑھنا پڑھانا ہے، ان میں سے بھی بعض کا کسی لڑکے اور کوئی نہ ہو تو بعض مرتبہ تو خود معلمین میں سے کسی سے معاشقہ پیدا ہو جاتا ہے جو بالاخر فسادات کا سبب بنتا ہے، جب مدارس میں بھی ایسا ہو جاتا ہے تو اسکول و کالجز میں کیا حال ہوگا۔۔؟؟



گھر کی چار دیواری میں مکمل طور پر بند رہنے والی لڑکیاں، جن کی کسی بھی وجہ سے شادی نہیں ہو پا رہی ان کے بھی لڑکوں سے تعلقات اور روز و شب لڑکوں کے ساتھ فرار ہونیکے واقعات کا ظہور کچھ کم نہیں، پھر مدارس اور دوسرے تعلیمی اداروں میں لڑکیوں کو اگر معاشقے کے لئے لڑکا نہ ملے تو آپس میں ہی معاشقے بازی شروع ہو جاتی، لڑکوں کے وہ تعلیمی ادارے جہاں لڑکے لڑکیاں اکھٹے نہیں پڑھتے وہاں لڑکوں کے آپس میں معاشقے اور پھر بالاخر ہم جنس پرستی جیسی لعنت کے واقعات بکثرت رونما ہو رہے ہیں۔(ایک سے زائد شادیوں کی ضرورت، مولانا طارق مسعود)





پہلے کچھ وقت تک بیوی اور رشتہ داروں کی ذہن سازی کریں:

کسی بھی نوجوان کو کہ جس کا دوسری شادی کا ارادہ ہو اسے یہ مشورہ تو ضرور دینا چاہئے کہ اولا کچھ مدت تک بیوی اور گھر والوں کی ذہن سازی کرے تا کہ اس کے اچانک دوسری شادی والے اقدام کو اس کی زوجہ اور دیگر رشتہ دار غلط زاویے سے نہ دیکھیں نیز تا کہ آزمائش اور فتنہ کم سے کم ہو، پہلی زوجہ کو تکلیف بھی کم سے کم ہو اور یہ ذہن سازی انتہائی تحمل، بردباری اور محبت سے کی جائے۔ دھمکی آمیز لہجہ ہرگز نہ ہونا چاہئے، بیوی کو ہرگز یہ احساس نہ ہو کہ دوسری شادی سے میرے شوہر کا مقصد محض مجھے پریشان کرنا ہے یا میری محبت میں کمی اسے ایسا کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔

بہت حوصلہ اور محبت کے ساتھ بیوی اور دیگر رشتہ داروں کی کچھ وقت تک ذہن سازی کرنے کی ضرورت واہمیت سے کوئی بھی ذی ہوش قطعا انکار نہیں کرسکتا اور اس بارے میں جلد بازی یقیناً بہت سے ایسے فتنوں کو جنم دے سکتی ہے کہ بعد میں جن کا تحمل ایسا اقدام کرنے والا نہ کر سکتے مگر اس کے لئے ایک مدت مقرر کر دینی چاہئے کہ مثلا ایک ماہ دو ماہ یا ایک سال۔

چنانچہ ایک سال تک ذہن سازی کرتا رہے مگر اس اقدام کو ذہن سازی پر موقوف کر کے رکھ دینا کسی بھی طرح مناسب نہیں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اصل ذہن سازی ہوتی ہی عملی اقدام سے ہے جب تک عملی اقدام نہ ہو کوئی ہزار تقریریں کرتا رہے عموما ذہن اس کام سے مانوس ہوتے ہی نہیں جس کا رواج ایک بڑے پیمانے پر متروک ہو گیا ہو۔

تھو کا ہوا مال۔

ایک صاحب کہنے لگے یہ بچے میری پہلی بیوی سے ہیں جن کو میں نے طلاق دے دی تھی، جب ان سے پوچھا کیوں طلاق دی؟ کہنے لگے بدزبان تھی، اس پوچھا اب اس کا نکاح ہوگیا؟ کہنے لگے تھو کے ہوئے مال کو کون چاٹتا ہے۔۔۔؟؟؟؟؟ (استغفراللہ)

ان صاحب نے جیسی بھی بات کی بہر حال ہمارے معاشرے کی صحیح تصویر کشی کی ہے۔اس کے مقابلہ میں صحابہ کے زمانے میں جو کچھ ہوتا تھا اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو قرآن میں کہنا پڑا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم بیوگان کے نکاح میں غیر معمولی رغبت کے باعث انہیں عدت گزرنے سے قبل بھی نکاح کے سلسلے میں کسی نہ کسی طرح ضرور یاد کرو گے، لہٰذا اس رغبت وشوق کی رعایت کی خاطر تمہیں اشار؟ اور گول مول طریقے سے عدت سے قبل بھی پیغام نکاح بھیجنے کی اجازت ہے۔

یادرکھیے! کل آپ کی بیٹیوں میں سے بھی کسی کو طلاق ہوسکتی ہے، اگر آپ اپنے قول وعمل سے اپنی بیوی پر اضافی ترس کا ثواب حاصل کرنے کی خاطر اپنے خاندان کا جمود توڑنے کو تیار نہیں تو ممکن ہے کہ آپ کی کسی بچی یا پوتی، نواسی کو طلاق ہو اور وہ بھی "تھو کے ہوئے مال" کی فہرست میں اس طرح سے داخل ہو جائے کہ آپ کے خاندان کا کوئی مناسب اور اس بچی کا ہم پلہ اور کفو اس سے نکاح کو "تھو کے ہوئے مال کو چاٹنا" سمجھے اور اس نکاح پر آمادہ نہ ہو یا ممکن ہے کہ آپ کی کوئی بچی حسن وجمال والی نہ اور آپ کا متوقع داماد یہ سوچ کر اسے مسترد کردے کہ شادی زندگی میں صرف ایک بار

ہوتی ہے، جیسا کہ آپ نے اپنی باری میں بھی یہی سوچا تھا تو مسلمانوں بتاو کیا یہ عورت پر ظلم نہیں؟؟ اگر ظلم ہے تو ظالم کون ہے۔۔۔؟؟ کیا اب بھی وہ شخص ظالم نہیں جو استطاعت کے باوجود ان حالات میں بھی ایک زوجہ پر قناعت کو سعادت سمجھے۔۔۔؟

کئی ایسے واقعات بھی مشاہدے میں آتے رہتے ہیں کہ ایک شخص کی بیٹی کا رشتہ نہ ہوا، اس کی عمر بڑھنے لگی تو اس نے ہر طرف سے ناکام اور پریشان ہو کر بالاخر اپنی بیٹی کو کالج میں داخل کر دیا کہ خود ہی کسی سے دوستی لگا کر شادی کرلو۔

اب آپ خود سوچیں اس صورت میں کیا ہوگا۔۔۔؟؟ کیا وہ لڑکی دوستی لگا کر شادی کر لے گی۔۔۔؟؟ کیا ہوگا یہی نا کہ وہ کبھی ایک سے دوستی لگائے گی کبھی دوسرے سے۔لڑکوں کو تو کوئی مسئلہ نہیں شادی تو وہ اپنی مرضی سے کریں گے کیونکہ یہ زندگی میں صرف ایک بار کرنی ہے، البتہ اس لڑکی سے دوستی وقت گزاری اور شہوت پوری کرنے کے لئے لگائیں گے، اس طرح اس بے چاری کی عزت بھی تارتار ہو جائے گی اور شادی بھی نہیں ہوگی۔



چار شادیوں پر پابندی اور مساوات کا مطالبہ

س... گزشتہ دنوں کراچی میں عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر مختلف سماجی تنظیموں کی جانب سے تقاریب منعقد ہوئیں، جن میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ: "ایک سے زیادہ شادیوں پر پابندی عائد کی جائے اور عورتوں کو مردوں کے مساوی وراثت کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ اسی طرح شادی اور طلاق میں عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔"

۱:... اسلامی نقطہ نگاہ سے ان مطالبات کی کیا اہمیت ہے؟

۲:... ایسے مطالبے کرنے والے شرعی نقطہ ؟ نگاہ سے کیا اب تک دائرہ؟ اسلام میں داخل ہیں؟

۳:... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکامات کا مذاق اُڑانے والوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکامات کے خلاف آواز اُٹھانے والوں کی اسلام میں کیا سزا ہے؟

ج... ان بے چاری خواتین نے جن کے مطالبات آپ نے نقل کئے ہیں، یہ دعویٰ کب کیا ہے کہ وہ اسلام کی ترجمانی کر رہی ہیں، تاکہ آپ یہ سوال کریں کہ وہ دائرہ؟ اسلام میں رہیں یا نہیں؟ رہا یہ کہ اسلامی نقطہ ؟ نظر سے ان مطالبات کی کیا اہمیت ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مرد کو بشرطِ عدل چار شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے، عورت کو چار شوہر کرنے کی اجازت اللہ تعالیٰ نے تو کجا؟ کسی ادنیٰ عقل و فہم کے شخص نے بھی نہیں دی۔ اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ قرآنِ کریم نے وراثت اور شہادت میں عورت کا حصہ مرد سے نصف رکھا ہے، اور طلاق کا اختیار مرد کو دیا ہے، جبکہ عورت کو طلاق مانگنے کا

اختیار دیا ہے، طلاق دینے کا نہیں۔ اب فرمانِ الٰہی سے بڑھ کر اسلامی نقطہ؟ نظر کی وضاحت کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مسلم معاشرے میں بڑی بھاری اکثریت ایسی باعفت، سلیقہ منداور اطاعت شعار خواتین کی رہی ہے جنھوں نے اپنے گھروں کو جنت کا نمونہ بنا رکھا ہے، واقعتاً حورانِ بہشتی کو بھی ان کی جنت پر رشک آتا ہے، اور یہ پاکباز خواتین اپنے گھر کی جنت کی حکمران ہیں، اور اپنی اولاد اور شوہروں کے دِلوں پر حکومت کر رہی ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض گھروں میں مرد بڑے ظالم ہوتے ہیں اور ان کی خواتین ان سے بڑھ کر بے سلیقہ اور آدابِ زندگی سے نا آشنا۔ ایسے گھروں میں میاں بیوی کی ''جنگِ اَنا'' ہمیشہ برپا رہتی ہے اور اس کے شور شرابے سے ان کے آس پڑوس کے ہمسایوں کی زندگی بھی اجیرن ہو جاتی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ''عورتوں کے عالمی دن'' کے موقع پر جن بیگمات نے اپنے مطالبات کی فہرست پیش کی ہے، ان کا تعلق بھی خواتین کے اسی طبقے سے ہے جن کا گھر جہنم کا نمونہ پیش کر رہا ہے، اور اس کے جگر شگاف شعلے اخبارات کی سطح تک بلند ہو رہے ہیں، اور وہ غالباً اپنے ظالم شوہروں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہی ہیں، اور چونکہ یہ انسانی فطرت کی کمزوری ہے کہ وہ دُوسروں کو بھی اپنے جیسا سمجھتا کرتا ہے اس لئے اپنے گھروں کو جہنم کی آگ میں جلتے ہوئے دیکھ کر یہ بیگمات سمجھتی ہوں گی کہ جس طرح وہ خود مظلوم و مقہور ہیں، اور اپنے ظالم شوہروں کے ظلم سے تنگ آ چکی ہیں، کچھ یہی کیفیت مسلمانوں کے دُوسرے گھروں میں بھی ہوگی، اس لئے وہ بزعمِ خود تمام مسلم خواتین کی طرف سے مطالبات پیش کر رہی ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی ''آپ بیتی'' ہے، ''جگ بیتی'' نہیں۔ سو ایسی خواتین واقعی لائقِ رحم ہیں، ہر نیک دِل انسان کو ان سے ہمدردی ہونی چاہئے، اور حکومت سے مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ ان مظلوم بیگمات کو ان کے درندہ صفت شوہروں کے چنگل سے فوراً نجات دِلائے۔

میں ایسے مطالبے کرنے والی خواتین کو مشورہ دُوں گا کہ وہ اپنی برادری کی خواتین میں یہ تحریک چلائیں کہ جس شخص کی ایک بیوی موجود ہو اس کے حبالہ عقد میں آنے کو کسی قیمت پر بھی

منظور نہ کیا کریں، ظاہر ہے کہ اس صورت میں مردوں کی ایک سے زیادہ شادی پر خود بخود پابندی لگ جائے گی اور ان محترم بیگمات کو حکومت سے مطالبہ کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

رہا طلاق کا اختیار تو اس کا حل پہلے سے موجود ہے کہ جب بھی میاں بیوی کے درمیان اَن بن ہو فوراً خلع کا مطالبہ کر دیا جائے، ظالم شوہر خلع نہ دے تو عدالت خلع دِلوا دے گی، بہر حال اس کے لئے حکومت سے مطالبے کی ضرورت نہیں۔ رہا مرد و عورت کی برابری کا مسئلہ! تو آج کل امریکہ بہادر اس مساوات کا سب سے بڑا علمبردار بھی ہے اور ساری دُنیا کا اکیلا چودھری بھی، یہ مطالبہ کرنے والی خواتین امریکی ایوانِ صدر کا گھیراو؟ کریں اور مطالبہ کریں کہ جب سے امریکہ مہذب دُنیا کی برادری میں شامل ہوا ہے آج تک اس نے ایک خاتونِ خانہ کو بھی امریکی صدارت کا منصب مرحمت نہیں فرمایا، لہٰذا فی الفور امریکہ کے صدر کلنٹن صدارت کے منصب سے اپنی اہلیہ محترمہ کے حق میں دستبردار ہو جائیں، اسی طرح امریکی حکومت کے وزراء اور ارکانِ دولت بھی اپنی اپنی بیگمات کے حق میں دستبردار ہو کر گھروں میں جا بیٹھیں، پھر یہ خواتین فوراً یہ قانون وضع کریں کہ جتنا عرصہ مردوں نے امریکہ پر راج کیا ہے اتنے عرصے کے لئے خواتین حکومت کریں گی، اور اتنے عرصہ تک کسی مرد کو امریکی حکومت کے کسی منصب پر نہیں لیا جائے گا، تاکہ مرد و زن کی مساوات کی ابتدا امریکہ بہادر سے ہو۔ اگر ان معزّز خواتین نے اس معرکے کو سر کر لیا تو دُنیا میں عورت اور مرد کی برابری کی ایسی ہوا چلے گی کہ ان خواتین کو اخبارات کے اوراق سیاہ کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی، اللہ تعالیٰ ان خواتین کے حالِ زار پر رحم فرمائیں۔

(مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ، متفرق مسائل)

خواتین کا مرد کی دوسری، تیسری یا چوتھی بیوی بننے سے انکار۔

مشاہدہ ہے کہ بہت سی عورتیں اس بات کو تو گوارا کر لیتی ہیں کہ ساری زندگی نکاح کے بغیر گذر جائے یا کسی اچھے رشتے کے انتظار میں عمر کا بہترین حصہ نکاح کے بغیر ہی گذر جائے مگر اس بات کو برداشت نہیں کرتیں کہ وہ کسی ایسے مناسب اور ذمہ دار مرد جوان کا ہم پلہ ہو اس کی دوسری، تیسری یا چوتھی بیوی بنیں اور صرف اس لالچ میں کہ کوئی ایسا مرد میسر آجائے جس کی اکلوتی زوجہ ہوں، بسا اوقات عمر کے بہترین ایام اسی حال میں گذار دیتی ہیں۔

وہ مرد جن کا دوسری شادی ارادہ ہو انہیں بھی یہ شکایت ہوتی ہے کہ ایک طرف تو بے نکاحی عورتوں کی بھرمار ہے مگر تلاش کی عملی کوشش کے باوجود دوسری بیوی بننے کے لئے کوئی عورت تیار ہی نہیں ہوتی۔ ان حالات کا اصل اور بنیادی سبب یہ نہیں کہ خواتین کو نکاح کی ضرورت نہیں بلکہ اصل سبب یہ ہے کہ معاشرے میں نکاح ثانی کو ایک ایسا کفر اور گھناونا بلکہ گھٹیا جرم سمجھا جانے لگا ہے کہ کسی کے ہاں جب کوئی مرد نکاح ثانی کے لئے پیغام بھیجتا ہے تو اس مرد کا یہ اقدام ہی اس کے شہوت پرست ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے اور جب تک مرد اپنی اس نازیبا حرکت کی کوئی مجبوری بیان کر کرے لڑکی کے اولیا ایسے نامناسب مردوں کو اپنی بیٹی دینا برا عمل سمجھتے ہیں۔ حالانکہ فقہا نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کوئی مرد دوسری شادی کرنا چاہے اور لوگ اسے ملامت کریں یا شہوت پرست کہیں تو ان کے کفر کا خطرہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قران مجید میں فرماتے ہیں: **انهم غير ملومين**۔

نیز بعض عورتوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ دوسری شادی کے اقدام کے نتیجے مرد اور اس کی پہلی زوجہ کے درمیان جو کچھ تعلقات خراب ہوں گے تو تعلقات کی خرابی کی یہ تمام تر ذمہ داری اس دوسری زوجہ پر ہوگی جو کسی مرد کی دوسری بیوی بن کر پہلی بیوی کے گھر کے اجڑنے کا سبب بنی۔

خواتین کے لئے ایک سبق

وہ خواتین جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فیصلوں پر کسی بھی طرح راضی ہونے کو تیار نہیں اور اپنے شوہر کے لئے دوسری شادی کے اقدام میں زبردستی رکاوٹ بنتی ہیں انہیں یہ سوچنا چاہئے کہ جس اللہ نے مرد کو چار شادیوں کا اختیار دیا ہے اسے اس بات کی بھی تو قدرت وطاقت ہے کہ وہ آپ کے شوہر کو موت دے کر آپ کو شوہر اور آپ کے بچوں کو ہمیشہ کے لئے باپ کی نعمت سے محروم کر دے اور پھر آپ بقیہ ساری عمر نکاح سے محروم اسی بیوگی کی حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائیں جس حالت سے نا معلوم کتنی خواتین گزر رہی ہیں، جیسی محبت اور جس قسم کا تحفظ اپنی زوجہ کو شوہر دے سکتا ہے اس کا متبادل کوئی اور نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کے شوہر کو اگر ایک سے زائد نکاح کا اختیار دیا ہے تو شریعت کا آپ سے یہ مطالبہ تو نہیں کہ آپ خود سے اپنے شوہر کو دوسری شادی پر آمادہ کریں، کسی عورت کے لئے یہ کام خصوصاً اس زمانے میں تو بہت ہی حوصلے کا کام ہے، چنانچہ شریعت آپ سے یہ مطالبہ نہیں کرتی کہ آپ اپنے شوہر کو از خود دوسری شادی پر تیار کریں اور نہ یہ مطالبہ کرتی ہے کہ شوہر اگر دوسری شادی کرنا چاہ رہا ہو تو آپ کو کوئی تکلیف ہی نہ ہو اور نہ ہی کسی تکلیف کا اظہار کریں یہ سب باتیں عموماً عورت کی طاقت و وسعت سے بالاتر ہیں اور شریعت کسی ایسے کام کا عورت کو مکلّف نہیں بنا سکتی کہ جس پر عمل اس کے لئے بہت ہی مشکل ہو۔

مگر شریعت آپ سے صرف یہ مطالبہ کرتی ہے کہ شوہر کی دوسری شادی کے ارادے کا سنتے ہی طلاق کے مطالبے کی دھمکیاں، والدین کے گھر جا بیٹھے رہنے کی دھمکیاں اور ایسے ہنگامے اور فتنے برپا کرنا کہ شوہر آپ کی طرف سے پیدا کردہ ان فتنوں کے باعث ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائے، ایسے فتنے برپا کرنا اور سوکن کو کسی بھی طرح قبول نہ کرتے ہوئے گھر کو لڑائیوں سے معمور جہنم کدہ بنا کر اپنے شوہر کو معاشرے میں ایسا عبرت کا نشان بنا کر رکھ دینا کہ مزید کسی شریف آدمی کا اگر دوسری شادی کا ارادہ ہو تو وہ ایسے شخص کے حالات سن کر اور دیکھ کر اس اقدام کے نام سے بھی ہانپنا اور کانپنا شروع کردے، ایسا عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نا صرف یہ کہ بہت بڑی نافرمانی ہے بلکہ اپنی ان مسلمان بہنوں کی بھی بہت بڑی حق تلفی اور ان پر بھی بہت بڑی ظلم کے مترادف ہے کہ جن خواتین کو ان ہنگاموں کے باعث ساری عمر ازدواجی زندگی سے محروم زندگی گزارنا پڑتی ہے۔



امریکی ریاست میں اسقاط حمل ممنوع

بی بی سی کی یہ رپورٹ دیکھیں:

امریکی ریاست: اسقاطِ حمل ممنوع

امریکی ریاست جنوبی ڈیکوٹا میں نافذ کیے جانین والے قانون کے تحت حمل گرانا تقریباً نا ممکن ہو جائے گا۔



Http://www.bbc.co.uk/urdu/world/2013/07/130713_usa_abortion_texas_bill_sz.shtml

امریکی ریاست جنوبی ڈیکوٹا میں ایسا قانون نافذ کیا گیا ہے جس کے تحت حمل گرانا تقریبا ناممکن ہو جائے گا۔

حمل کو ممنوع بنانے والے اس قانون پر گورنر مائیک راونڈ نے دستخط کر کے اسے نافذ العمل بنا دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس قانون کا مقصد سپریم کورٹ پر دباو ڈالنا ہے تا کہ وہ اپنی پہلے کی رولنگ پر نظر ثانی کرے۔

اسقاطِ حمل کا یہ قانون یکم جولائی سے نافذ العمل ہوگا۔ قانون کے تحت اب جبری آبروریزی اور محرم کے ساتھ جنسی عمل کی وجہ سے بھی حمل گرانے کی اجازت نہیں ہوگی، قانون کے مطابق حمل ساقط کرنے والے ڈاکٹر کو پانچ سال قید کی سزا دی جائے گی۔

کفار تو جبری زنا اور محرم رشتہ دار سے حمل ٹھہرنے کی صورت میں بھی اسقاط حمل پر پابندی لگا رہے ہیں جبکہ مسلمان ممالک میں ترغیبی مہمات چلائی جاتی ہیں کہ حمل ساقط کئے جائیں ہمارے حکمران اس کام کو کرنے کے لئے وزارتیں قائم کرتے ہیں اور لاکھوں ڈالر خرچ کئے جاتے ہیں۔



زیادہ اولاد دینے والی عورت

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: تزوجواالودودالولود،فانی مکاثربکم الامم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسی عورت سے شادی کرو جو بہت زیادہ محبت کرنے والی اورزیادہ بچے جننے والی ہو، کیونکہ بروزمحشر میں تمہاری کثرت کے باعث دوسری امتوں پرفخرکروں گا۔

اس بات کا اندازہ خاندان کی دوسری عورتوں سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ عورت زیادہ بچے جننے والی ہے یانہیں۔

جب عورت زیادہ محبت کرنے والی ہوتو یہ محبت کثرت جماع کا سبب بنتی ہےاور کثرت جماع کثرت اولاد کا سبب ہے،

جب ہمارے پیغمبر اولاد کی کثرت کے لئے ایسی عورت سے نکاح کی ترغیب دے رہے ہیں جوزیادہ بچے جننے والی ہوتو اس سے معلوم ہوا وہ اسباب اختیار کرنا جس سے اولاد زیادہ ہو یہ بھی ضروری ہےان اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ عورت محبت کرنے والی ہو۔ایک سبب یہ ہے کہ مرد شادیاں ہی دو یا تین یا چار کرے اس سے بطریق اولیٰ بچے زیادہ پیدا ہوں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوفخر کرنے کا موقع ملے گا اور خوشی ہوگی۔



امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف اس لئے زیادہ شادیاں کرتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اضافہ کر کے قیامت کے دن اپنی قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد کے ساتھ خود بھی فخر کر سکیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی باعث افتخار بن سکیں۔ ہماری بھی حضور کا امتی ہونے کے ناطے یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اس نیکی کے کام میں حصہ دار بنیں۔

نبی کی ترغیب اور ہمارا طرزعمل

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں ترغیب دینا کہ بچے جننے والی عورت اس حسن و جمال والی عورت سے بدرجہا بہتر ہے جس کے اولاد نہ ہوتی ہو، اور اس بارے میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسی عورت جو مال و منصب کے ساتھ حسن و جمال والی بھی تھی، اس عورت سے محض اس کے بانجھ ہونے کے باعث صحابی کی اس کی طرف بھرپور رغبت ہونے کے باوجود اس سے نکاح سے روکنا اور اس بارے میں پیغمبر کا اتنا حساس ہونا کہ تین مرتبہ اجازت مانگنے پر بھی ان صحابی کو اس سے نکاح کی اجازت نہ دینا اور کثیر الولاد؟ عورت سے نکاح پر برانگیختہ کرتے ہوئے اولاد کی کثرت کا غیر معمولی شوق بھڑکا دینا۔۔۔۔۔تمہارے نبی کے ساتھیوں کا صرف اولاد کی کثرت کے لئے کثرت سے نکاح کرنا، تمہاری کتاب کا یہ وعدہ کہ تقویٰ اختیار کرو گے تو میں کثرت سے بیٹے دوں گا اور تمہاری آبادی کو (اکثر نفیرا) کہہ کر سب سے زیادہ کر دوں گا، تمہاری کتاب کا تمہاری بیویوں کو حرث (کھیتی) سے تعبیر کر کے تمہیں (پیداوار یعنی) اولاد کی کثرت پر برانگیختہ کرنا، یہ سب باتیں پہاڑوں اور پتھروں اور سائنس ٹیکنالوجی اور ترقی سے عاری دور کے لئے تھیں۔؟؟؟؟



شادی کا حقیقی معیار

عن ?بی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ?ن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”تنکح المر ?ۃ ل?ربع : لما لھا ولحسبھا ولجمالھا ، ولدینھا ، فا ظفر بذات الدین تر بت یداک“) رواہ البخاری ومسلم(

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عورت سے چار باتوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے: اس کے مال کی وجہ سے، اور حسب ونسب کی وجہ سے، اور خوبصورتی وجمال کی وجہ سے، اور دین کی وجہ سے، اس لئے تم دنیدار عورت کو حاصل کرلو اللہ تمہیں خوش رکھے۔“

عورتوں کے انتخاب کے سلسلہ میں مردوں کا نقطہ ? نظر الگ الگ ہوتا ہے، اور ہر چیز کا کوئی نہ کوئی چاہنے والا ہوتا ہے اور ہر شخص اپنے جیسے کو پسند کرتا ہے۔ اس کی تمنّا ورغبت کرتا ہے۔

روحیں جمع کئے ہوئے لشکر کی طرح ہیں، جن کا وہاں تعارف ہوگیا وہ ایک دوسرے سے مانوس ہوجاتے ہیں، اور جن کا وہاں تعارف نہیں ہوا وہ ایک دوسرے سے اختلاف کرتے اور بدکتے ہیں، عورت سے محبت اور شادی چار چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی وجہ سے کی جاتی ہے جو عزّت وشرافت کی اصل اور بنیاد اور کرامت کا نقطہ ? کمال ہیں اور وہ یہ ہیں: مال ودولت، حسن وجمال، حسب ونسب، اور دینداری وپرہیز گاری۔

مال ودولت کی وجہ سے شادی

آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ کسی ایسی لڑکی سے شادی کرلیتے ہیں جو ہرگز ان کی بیوی بننے کے لائق نہیں ہوتی، نہ اس سے خیر وبھلائی اور دین وآخرت حاصل کرنے میں کوئی مدد حاصل ہوسکتی ہے بلکہ اس سے شادی صرف اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ مالدار ہوتی ہے، وہ اس مال کی وجہ سے اسی

لالچی کمینہ شخص کے نفس کی مالک بن جاتی ہے جو دوسرے کے حق پر ہاتھ ڈالتا اور اس چیز پر اعتماد کر لیتا ہے جو اس کی نہیں ہوتی ، وہ شخص یہ سمجھ لیتا ہے کہ اگر اس نے اس جیسی مالدار لڑکی سے نکاح کر لیا تو ایسی بڑی جائداد اور دولت کا مالک بن جائے گا، جس کے کمانے اور اسے اکٹھا کرنے کے لئے اسے کسی محنت و مشقت کی ضرورت نہیں پڑی، اور یہ گمان کرتا ہے کہ اس کے مال ودولت سے یہ مزے اڑائے گا اور جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے گا، لیکن اس کے برخلاف کبھی بیوی کے مال میں سے اسے ایک پیسہ بھی ہاتھ نہیں لگتا، اور اس کی دولت میں سے ایک کوڑی بھی اس کو نہیں ملتی ، بلکہ وہ مالدار لڑکی اس پر اپنا حکم چلاتی ہے، اور اپنے مال ودولت سے اس کو اپنا محکوم بناتی ہے اور اگر اسے کچھ تھوڑا بہت دیتی ہے تو اس پر احسان جتلاتی ہے۔

اگر ایسی مالدار لڑکی اپنے شوہر سے کبھی کوئی فرمائش کرے اور وہ اس کی فرمائش پوری نہ کر سکے تو وہ اسے فقر و فاقہ کا عار دلاتی اور مفلس وغریب اور تنگ دست ہونے کا طعنہ دیتی ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مرد اس عورت کو خوش کرنے اور اس کے سامنے اپنی شان ظاہر کرنے کے لئے قرض لینے پر مجبور ہو جاتا ہے تاکہ اس کی فرمائش پوری کر کے اسے خوش کر دے اور جب وہ مرے تو یہ اس کا وارث بن جائے یا اس سے اولاد ہو جائے جو اس کی میراث کی وارث بن جائے اور اس کے مال ودولت وجائیداد کی مالک ہو جائے ، لیکن ایسے شخص کے لئے ہلاکت ہو اسے کیا پتہ کہ پہلے اس دنیا سے کون رخصت ہوگا ؟ اور دونوں میں سے پہلے کون مرے گا ؟ اس جیسی عورت کی بدزبانی، درشتگی ، بدباطنی اور شوہر کی آمد پر چہرے پر بَل ڈالنا، اور گھر سے نکلتے وقت ناک بھول چڑھانا جیسی تکالیف جو مرد برداشت کرتا ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا، ایسی عورت سے اگر مرد کوئی بات کرے تو وہ اس سے کہتی ہے غریب ومسکین بھی ہے اور بدزبان بھی، اور اگر وہ خاموش رہے اور صبر سے کام لے تو اسے ہل جوتنے اور پانی سینچنے والا بیل بنا لیتی ہے اور اسے بیک وقت شوہر بھی سمجھتی ہے اور خادم بھی۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرد کے پاس اتنا روپیہ پیسہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ اس

طرح کی بدزبان مالدار عورت کے ساتھ رہنے اور اس کے ساتھ ذلّت کی زندگی گزارنے سے اسے بچالے، اور وہ مرد یہ کرسکتا ہے کہ وہ ایسی عورت سے شادی کرے جو اس کی آمد پر اسے خوش کردے اور جب یہ اسے دیکھے تو وہ اپنے اخلاق وخوش منظر سے اس کا دل موہ لے، لیکن یہ شخص غریب لڑکی سے شادی کرنا پسند نہیں کرتا، اسے شان کے خلاف سمجھتا اور یہ سمجھتا ہے کہ اس سے اس کی توہین ہوگی، اور اس بات سے بچتا ہے کہ کوئی اسے بخیل نہ کہہ دے اور اسے غریبوں کیساتھ رشتہ داری وشادی کرنے کا طعنہ نہ دے حقیقت یہ ہے کہ کتنی ہی ایسی غریب لڑکیاں ہیں جو مال ودولت سے بالکل خالی ہاتھ تھیں ان سے شادی کی گئی اور ان کے طفیل مرد خوشحال ومالدار ہوگیا اور اس کے لئے رزقِ حلال اور آمدنی کے دروازے کھل گئے۔

یادرکھیئے انسان کے لئے ہر طرح کی چیز آسان ہوتی ہے، اور ہر مصیبت برداشت ہوجاتی ہے سوائے اس مصیبت کے جو اس عورت کی شکل میں پیش آئے جو اپنے مال ودولت کی وجہ سے اپنے آپ کو شوہر سے بڑا سمجھتی ہو، اور اس عورت سے جو تکلیف بھی اس مرد کو پہونچے وہ کم ہے خواہ وہ اس کے چہرے پر تھپڑ کیوں نہ مارے اور اس کی آنکھ میں دھول اور گرم ریت کیوں نہ جھونک دے، شاعر نے کیا خوب کہا ہے #

وماالمال الا فتنته لذوی الغنی فکیف بمحتاج الی الما ل محروم

''مال تو مالداروں کے لئے بھی فتنہ وآزمائش ہے'' ''تو پھر بھلا ایسے شخص کے لئے فتنہ کیوں نہ ہوگا جو محروم اور محتاج ہو''



حسن وجمال کی وجہ سے شادی

خوبصورت اور حسین وجمیل عورت اپنے آپ کو یہ سمجھتی ہے کہ گویا وہ سورج کا ٹکڑا ہے یا اسے چاند سے پگھلا کر بنایا گیا ہے، وہ مردوں پر اپنی مرضی ٹھونسنا چاہتی ہے اور شادی کے پیغام دینے والوں کے منہ کو اپنی جوتی بناتی ہے، اور اپنے اوپر فریفتہ ہونے والے کا مذاق اڑاتی ہے، اور عابد وزاہد کو یہ کہنے والا بنا دیتی ہے#

مالی فتنت بلحظک الفتاک

مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہاری قتل کرنیوالی آنکھوں کے دام میں پھنس گیا ہوں

یسراک قد ملکت زمام صبابتی

تمہارا بایاں ہاتھ میرے عشق کی لگام کا مالک ہے

وسلوت کل ملیحة الاک

اور تمہارے سوا ہر حسین وخوبصورت عورت سے غافل ہو گیا ہوں

وضلا لتی وھدای فی یمناک

اور تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے میرا گمراہ کرنا یا سیدھے راستہ پر رکھنا اور عاشق کو یہ کہنے پر مجبور کر دیتی ہے

فاذاوصلت فکل شیی باسم

جب تم اپنا وصال کرا دیتی ہو تو ہر چیز مسکراتی ہے

واذاھجرت فکل شیی باکی

اور جب تم قطع تعلق کر لیتی ہو تو ہر چیز رونے لگ جاتی ہے اور اس کے دام میں گرفتار اس کی ذات میں مشغول شخص کو یہ کہنے پر مجبور کر دیتی ہے#

لا امس من عمر الزمان ولا غد

زمانہ کی عمر میں نہ گزشتہ کل ہے اور نہ آئندہ کل

جمع الزمان فکان یوم لقاک

تمام زمانے کو جمع کیا گیا تو وہ تمہاری ملاقات کا دن ہی نکلا

ایسی عورت اگر کسی سے شادی کر لے تو حاکمِ مطلق اور اپنا حکم چلانے والی بن کر رہتی ہے، یہ کہتی ہے کہ میں یہ چیز چاہتی ہوں، اور یہ چیز نہیں چاہتی، اور اس کا بیوقوف شوہر یہ کہتا ہے کہ جناب آپ تو ہماری سردار اور مالکہ وملکہ ہیں ہم سب کے سب آپ کے غلام ہیں، وہ اگر ہنس دے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ جنّت کے داروغہ رضوان نے جنّت میں اس کے داخلہ کے لئے جنّت کا دروازہ کھول دیا ہے، اور اگر وہ ناراض ہو جائے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کی کسی غلطی یا زیادتی کی وجہ سے سورج کو گرہن ہو گیا ہے، حالانکہ بے وقوف یہ نہیں سمجھتا کہ سورج و چاند کو گرہن اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں۔

وہ حسین وجمیل عورت اپنے حسن و جمال کے نشہ میں اس کے ساتھ ناز ونخرے سے پیش آتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو وہ نعمتِ عظیمہ عطا کر دی جس کے آپ مستحق نہ تھے تم جیسے مرد تو بہت مل جاتے ہیں لیکن مجھ جیسی عورتیں کم ملتی ہیں، لہٰذا اس مرد سے نہ عورت کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور نہ اس کا نفس اس پر قناعت کرتا ہے، بلکہ وہ دُوسرے مرد کی تلاش میں رہتی ہے اور اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے پیش کرتی ہے، اور اگر اس میں دین نہ ہو تو پھر تو وہ آگ کو دہکانے والی اور آگ کا تنور اور فتنہ کی بانسری اور ستار بنتی ہے، ہر دروازے سے اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے اور ہر کھڑکی سے جھانکتی ہے اور ہر آنے جانے والے کے سامنے اپنا چہرہ کھول دیتی ہے، اور اسے اس بات سے خوشی ہوتی ہے کہ بے وقوف وچھچورے لڑکے اس کے لئے یہ شعر پڑھیں #

لقد ظهرت حورية فی جمالها

حور اپنی پوری خوبصورتی اور حُسن و جمال کے

وفی حسنها لکن من اللو لو الرطب)

''ساتھ سامنے آ گئی ہے لیکن یہ حور آبدار موتی سے بنی ہے''

ولو انها مست مر یضاً بکفها

اور اگر یہ کسی بیمار پر اپنا ہاتھ پھیر دے

لعو فی واستغنی المر یض عن الطب

''تو وہ ٹھیک ہو جائے اور بیمار کو کسی علاج و دوا کی ضرورت نہ پڑے''

اور ہلاکت و تباہی ہو اس جیسی عورت کے شوہر کے لئے اگر وہ بدصورت' غریب و مسکین ہو'یا ایسا کمزور ہو جس سے کوئی ڈرتا نہ ہو'اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہ ہو کہ اس بارے میں کیا کہا جا رہا ہے،اور اسے اس کے سوا اور کوئی سروکار نہیں کہ اس کی بیوی اس سے راضی اور اس پر صابر و قانع رہے خواہ کتنی ہی بری حرکات ، گندی باتوں اور بڑے سے بڑے گناہ کا ارتکاب کیوں نہ کرے،اور کبھی وہ اسے یہ کہتے ہوئے سنتا ہے۔

ایهاالمنکح الثریا سهیلا

''اے ثریا کو سہیل سے ملانے والے''

عمرک الله کیف یلتقیان

''اللہ تمہیں طویل عمر دے یہ دونوں ایک دوسرے سے کس طرح ملیں گے''

فهی شا مية اذا ما اسهلت

''اس لئے کے ثریا جب نکلتی ہے تو وہ تو شام کی ہے''

وسهیل اذااستهل یمانی

''اور سہیل جب نکلتا ہے تو وہ یمن کا ہوتا ہے''

یہ بات سن کر اس کے جذبات میں کوئی تلاطم نہیں آتا اور وہ کسی چیز سے متاثر نہیں ہوتا، بلکہ اللہ نے اسے جو کچھ دیا ہے اس پر اللہ کی حمد وثناء بیان کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اسے دنیا کی تمام اچھائیاں دی گئی ہیں، اس لئے اس کی عزت وآبرو اس عورت کے لئے مباح رہے، اور اس کا مال اس پر فداء ہے، اور اس کے پاس جو بھی چیز ہے خواہ وہ سستی ہو یا مہنگی وہ سب اس عورت کی ہے، اور اس عورت کا اس پر اس کے شوہر پر اس کے ماں باپ اور اس کے خاندان سے زیادہ حق ہے جس میں یہ رہتا بستا ہے، اور اگر وہ عورت اسے کسی بات کا حکم دے یا اس کی طاقت سے باہر چیز کا مطالبہ کرے تو اس سے یہ بھی بعید نہیں کہ وہ یوں گویا ہو۔

ته دلا لاً فا نت اهل لذاك "تم نازونخرے میں جو سرکشی چاہو کر دکھاؤ"

وتحکم فالحسن قد آعطاکا

"اور جیسا چاہو حکم چلاؤ اس لیے کہ حسن نے تمہیں یہ حق دیا ہے"

ولك الا مر فا قض ما ا نت قا ض "تمہیں حکم دینے کا حق ہے جو چاہو تم فیصلہ کردو"

فعلی الجمال قد ولا کا

"اس لیے کہ حسن وجمال نے تمہیں میرا حاکم بنادیا ہے"

و تلافی ان کان فیه ائتلا فی "اور تم تدارک کرلو اگر اس سے میرا تم سے اتحاد ہوتا ہو"

بک عجل به جعلت فدا کا

"تو پھر ایسا کام جلدی کرلو میں تم پر قربان کردیا جاؤں"

وبما شئت فی هواک اختبر نی

"تم اپنی محبت کے بارے میں میرا جو امتحان چاہو لے لو"

باختیاری ماکان فی رضا کا

"تم دیکھو گے میں وہی چیز اختیار کرونگا جس میں تمہاری خوشی مضمر ہو"

حسب ونسب کی وجہ سے شادی

حسب ونسب کی مالک لڑکی اپنے آباؤ اجداد پر فخر اور اپنی قوم وخاندان پر ناز کرتی ہے وہ اس شخص کی تحقیر کرتی ہے جو اس کا ہم پلّہ نہ ہو، اور جو اس کے برابر کا نہ ہو اس پر اپنی شان جتلاتی ہے، اور سب سے معمولی بات اس سے یہ سنی جائیگی وہ بات بات پر اپنی بڑائی جتائے گی اور یہ کہے گی کہ میرے باپ نے یہ کارنامہ انجام دیا اور میرے دادا نے یہ کیا، اور فلاں شخص نے مجھے پیغامِ نکاح بھیجا تھا اسے واپس کر دیا، اور کتنے ہی حکم، بادشاہ، عالم تاجر اور بڑے بڑے شیخ مجھ سے شادی کے خواہشمند تھے لیکن میرے والد نے قبول نہیں کیا لیکن کیا کریں جو قسمت میں لکھا تھا وہ ہو گیا، وہ اگر اپنے شوہر سے خوش ہوگی تو اپنے گھر والوں کا ذکر نہیں کرے گی اور جب اس سے پوچھا جائے گا کہ تم کس سے تعلق رکھتی ہو؟ تو وہ کہے گی میں اپنے شوہر کے خاندان سے ہوں، لیکن جب وہ ناراض ہو جائے تو کہے گی۔

وما هند الا مهره عربيته "ہند تو عربی النسل گھوڑی ہے"

سلالته افراس تحللها بغل

"اصلی گھوڑوں کی ذات سے ہے جس پر خچر نے چڑھائی کر دی ہے"

فان ولدت فحلا فن طيب اصلها

"لہذا اگر اس سے گھوڑا پیدا ہو تو یہ اس کی اصل کی اچھائی کی وجہ سے ہے"

وان ولدت بغلا فمن ذلک البغل

"اور اگر وہ خچر جنے گی تو یہ خچر اس جفتی کرنے والے خچر کا اثر ہے"

ایسی حسب ونسب والی عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہتی ہے تو اپنے آپ کو قیدی سمجھتی ہے اور اس کے ہاتھ سے نکل جائے تو پھر وہ سمندر کی طرح ہوتا ہے اور کشتی کی طرح۔

دینداری کی وجہ سے شادی

دیندار لڑکی ہی نیک صالح بیوی بنتی ہے، اور ایسی لڑکی کا ملنا ہی نفع بخش سودا ہے، اور جب آپ نے یہ جان لیا کہ نکاح وشادی مستحب ہے اور اس کی رغبت دلائی گئی ہے، اور وہ مطلوب چیز ہے تو آپ کو یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ خوش بختی، سعادت اور مقصد ومطلوب اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ دیندار، پاکباز، باحیاء لڑکی سے شادی نہ کی جائے، جو اپنے حق کو پہچانتی ہو اور شوہر سے عمدگی سے اس کا مطالبہ کرے، اپنے حق سے نہ تجاوز کرے اور نہ حد سے آگے بڑھے، بلکہ اگر کبھی شوہر اس کے حقوق کی ادائیگی میں تقصیر وکوتاہی بھی کرے تو یہ چشم پوشی کرے اور شوہر کی لغزشوں اور غلطیوں سے چشم پوشی کرے، اور ہر بات پر اس کا محاسبہ نہ کرے، شوہر کے جو حقوق اس پر عائد ہوتے ہیں انہیں پہچانے، وہ جب آئے تو کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اسے دکھ ہو، وہ جب موجود نہ ہو تو اس کے حق کے سلسلے میں کسی قسم کی خیانت نہ کرے، اسے زندگی میں بھی شوہر کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن کر رہنا چاہیے اور مرنے کے بعد بھی، اس کے گھر کو ٹھیک ٹھاک ترتیب سے رکھے، اس کے کپڑے دھوئے، کھانا پکائے، اور اپنے جسم کی ایسی دیکھ بھال رکھے جس سے وہ اپنے دائرے سے خارج نہ ہو، اور ایسا رکھ رکھاؤ اور اپنے سنگھار کا خیال کرے جو شرعاً ناجائز اور قوم وملک کی عادت کے خلاف نہ ہو، شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے، اور بچوں کی تربیت اور دیکھ بھال میں تقصیر وکوتاہی نہ کرے، اسے شفیق ماں، نیک صالح بیوی، حکیم ومدبر استاذ ااور ایسا نگہبان بن کر رہنا چاہیے جو دیکھ بھال کے اپنے فریضہ کو صحیح صحیح ادا کر سکے۔

اور اس کے سوا وہ اور کون سی بیوی ہوسکتی ہے جس کے حاصل کرنے اور جس پر خوش ومطمئن ہونے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم دے رہے ہیں، اور اگر اسکے علاوہ کسی اور قسم کی بیوی کوئی چاہتا

ہے تو آپ اس کو بد عا دے رہے ہیں؟ یہ وہی نیک دیندار نیک صالح بیوی ہے، ایسی بیوی سے جو شخص اعراض کرے اور ایسی بیوی کو بیوی بنانا پسند نہ کرے اور اسے اپنے لائق نہ سمجھے تو ایسے شخص میں اللہ تعالیٰ قطعاً برکت نہ دے، وہ شخص جسے اپنی بیوی کا فتنہ انگیز حسن و جمال ہی مقصود ہو اور اپنے سالے اور سُسر کی حسب ونسب ہی مطلوب ہو، اور اس کا مطمع نظر بیوی کا مال ودولت ہو جو اس پر شیطان کو غالب کرانے کا ذریعہ بنے، کتنی ہی ایسی حسین وجمیل خوبرو لڑکیاں ہیں جو اپنے اور اپنے شوہر اور خاندان والوں کے لیے اپنے حسن وجمال کی وجہ سے بڑی بڑی آزمائشوں اور عظیم فتنوں اور شر کا ذریعہ بنی ہیں اور کتنی ہی ایسی اعلیٰ نسب کی لڑکیاں ہیں جو نسب وفخر کی وجہ سے متکبر نہیں، اور انہوں نے اپنے ایسے شوہر کی تحقیر کی جس جیسا شوہر ممکن ہے کہ انہیں بعد میں نہ ملے، اگر وہ شوہر ناراض ہو جائے اور اس سے تنگدل ہو کر غصّے میں انجام سے بے خبر و بے فکر ہو کر اسے تین طلاقیں دیدے تو اسے اس جیسا شوہر نہ ملے شاعر کہتا ہے:

لیس الفتا ۃ بما لھا و جمالھا

''جوان لڑکی کا سب کچھ اس مال وحسن جمال ہی نہیں ہوتا''

کلا و لا بمفاخر الآباء)

''ہر گز نہیں اور نہ ہی والدین کے مفاخر سے اس کے چار چاند لگتے ہیں''

لکنھا بعفا فھا و بطھرھا

''بلکہ اس کے چار چاند اس کی پاکدامنی وپاکبازی''

وصلاحھا للزوج والابناء

''اور شوہر اور بچوں کے لیے اس کے فائدہ مند ہونے سے''

وقیامھا بشئون منزلھا وان

''اور گھر کے کام کاج وضروریات ادا کرنے اور اس سے''

ترعاک فی السراء والضراء

’’لگتے ہیں کہ وہ تنگی وفراخی دونوں میں آپ کا خیال رکھے‘‘

یالیت شعری این توجدھذہ ال

’’کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ ایسی جوان لڑکیاں‘‘

ختیات تحت القبۃ الزرقاء

’’نیلی چھتری کے نیچے کہاں ملیں گی؟‘‘

دینِ اسلام انسان کو ہرگز یہ حکم نہیں دیتا کہ وہ بدشکل و بدصورت گری پڑی فقیر و مسکین عورت سے شادی کرے بلکہ اسلام تو یہ چاہتا ہے کہ اصل مدار دین کو بنائے، اور ساتھ ہی ساتھ لڑکی خاندانی بھی ہو اور حسن و جمال سے بھی آراستہ ہو، اسلام تو ایسی غیر شادی شدہ لڑکی سے شادی کی ترغیب دیتا ہے جو خوب بچے دینے والی بھی ہو اور بے پناہ محبت کرنے والی ہو اس لیے کہ عورت شوہر کی محبوبہ بنتی ہے اور اس کی نگاہ کو نامحرموں سے بچانے اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے اور پراگندہ خیال سے بچانے کا ذریعہ بنتی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جنہوں نے ایک شادی شدہ عورت سے نکاح کیا تھا فرمایا: تم نے ایسی غیر شادی لڑکی سے شادی کیوں نہ کی جو تم سے دل لگی کرتی اور تم اس سے دل بہلاتے، اور تم اس سے ہنسی مذاق کرتے اور وہ تم سے ہنسی مذاق کرتی، نیز آپ نے فرمایا: اپنے نطفہ کے لیے اچھی عورتوں کا انتخاب کرو، اور اپنے نطفہ کو اپنی ہم پلہ عورتوں کے رحم ہی میں رکھو، اس لیے کہ رگ کہیں نہ کہیں ضرور اثر دکھاتی ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں سعادت و نیک بختی کا ذریعہ ہیں، ایسی بیوی جسے تم دیکھو تو وہ تمہیں بھلی معلوم ہو، اور جب تم اس کے پاس موجود نہ ہو تو تم اسے اس کی نفس اور اپنے مال کے بارے میں امین سمجھو، اور ایسا فرمانبردار و تیز رفتار جانور جو تمہیں تمہارے ساتھیوں تک پہنچادے اور وسیع و کشادہ گھر جس میں ضروریات وافر مقدار میں موجود ہوں، اور تین

چیزیں بدبختی و پریشانی کا سبب بنتی ہیں: ایسی بیوی جسے دیکھ کر انسان کا دل دکھے، اور وہ اس کے ساتھ بدزبانی کرے، اور اگر وہ اس کے پاس موجود نہ ہو تو اس کے نفس اور اپنے مال کے بارے میں تمہیں اس پر اطمینان نہ ہو، اور جانور جو سست رفتار ہو اگر تم اسے مارو تو وہ (اڑیل بن کر) تمہیں تھکا دے، اور اگر تم اسے اس کی حالت پر چھوڑ دو تو تم اپنے ساتھیوں تک نہ پہونچ سکو، اور وہ مکان جو تنگ و تاریک ہو ضروریات اس سے پوری نہ ہوتی ہوں۔

برادر محترم! آپ اپنے منہ سے ایسی بات ہرگز نہ نکالیں جیسی بات بعض لوگ اپنے منہ سے اس وقت نکال دیتے ہیں جب ان سے یہ کہا جائے کہ فلاں لڑکی بہت دیندار پاکباز، حسب نسب والی ہے اور اللہ نے اسے حسن و جمال عطا کیا ہے، تو یہ سن کر بعض بے وقوف لوگ یہ کہتے ہیں: مجھے قاضی یا مسجد کے امام کی ضرورت تھوڑی ہے، مجھے ایسی سیدھی سادھی پردہ نشین لڑکی نہیں چاہیے جسے دنیا کی کسی چیز کی خبر ہی نہ ہو جو اپنی ہم عمر لڑکیوں کا مقابلہ نہ کر سکے، میں تو ایسی حسین و جمیل شوخ و چنچل لڑکی چاہتا ہوں جو بے باک ہو، بے پردہ ہو، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر، مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں، ایسی بات قطعاً نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی عودت سے محض اس کی دنیاوی وجاہت اور عزّت کی وجہ سے شادی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ ذلیل کر دیگا، اور جو شخص کسی عورت کی مالداری کی وجہ سے اس سے شادی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے فقر و فاقہ کو اور بڑھا دے گا، اور جو شخص حسب نسب کی وجہ سے شادی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اور گھٹیا اور معمولی کر دے گا، اور جو شخص کسی عورت سے صرف اس لیے شادی کرتا ہے تا کہ اسکی نگاہ حرام جگہ دیکھنے سے محفوظ رہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہو یا صلہ رحمی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس عورت میں برکت عطا کر دیتے ہیں اور اس کے لیے اس مرد میں برکت دے دیتے ہیں۔

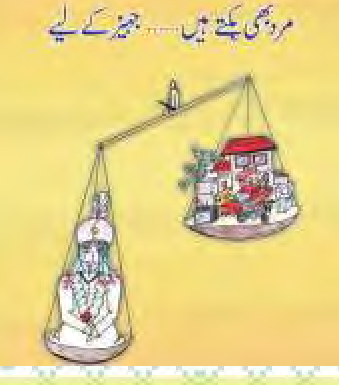
عجیب بات:

عربوں اور افغانوں کے وہ قبائل اور وہ ممالک جہاں تعدد ازدواج کا رواج ہے ہمارے معاشرے کے برعکس کوئی مرد جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بہترین روزگار کا حامل ہو اپنی پھوپھی زاد، چچازاد یا ماموزاد بہنوں سے نکاح کی کوشش کرتا ہے اور یوں وہاں تعلیم سے عاری اور غریب خواتین کے والدین بھی اپنے خاندان کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور برسرِ روزگار مردوں کو چھوڑ کر خاندان سے باہر رشتے تلاش کرنے اور خاک چھاننے پر مجبور نہیں ہوتے۔

ہمارے معاشرے میں عورت پر ظلم ہوتا ہے، افغانوں کے ہاں ہمارے بالکل برعکس مرد کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لڑکی کے والدین اپنے داماد کی اچھی خاصی کھال کھینچ لیتے ہیں، مہر کی رقم کے علاوہ لڑکی کا باپ داماد سے اپنی جیب بھرنے کے لئے بھی اچھی خاصی رقم وصول کرتا ہے اور کئی کئی لاکھ روپے وصول کر کے اپنی بچی کے نکاح پر آمادہ ہوتا ہے، یہ رسم بلاشبہ ناجائز اور حرام ہے اور شریعت اس کی حوصلہ افزائی ہرگز نہیں کرتی مگر ان باتوں کے باوجود اس سے اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ اس معاشرے میں نکاح کے حق میں عورت کی کیا قدر و قیمت ہے۔

ہمارے معاشرے کی بے حسی دیکھیں کہ لڑکا شادی کی پہلی رات بھی عورت کے بستر پر گزارتا ہے اور بالکل شرم محسوس نہیں کرتا، ساری زندگی عورت کے برتن اور فرنیچر استعمال کرتا ہے۔





عورت کا کنوارا رہنا۔

جس عورت کی شادی ہو جائے اور وہ بچوں والی ہو جائے تو ایسی عورت کو کوئی شخص آسانی کے ساتھ زنا کی طرف مائل نہیں کر سکتا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے عورت کی فطرت میں مرد کی نسبت حیا بہت زیادہ رکھی ہے، لہٰذا کسی عورت کے بے حیا بننے سے پہلے اسے اس کی فطری زندگی یعنی گھر بار اور بچوں میں مشغول کر دیا جائیتو اس کا مستقبل محفوظ ہو جاتا ہے اور ایسی عورتوں کو وہ مرد با آسانی خراب نہیں کر سکتے اور ان پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے جن مردوں کے لئے خواہش نفسانی کی تکمیل کے لئے حلال راستے کا حصول مشکل تھا۔

اس کے برعکس اگر کسی معاشرے میں مثلاً دس عدد عورتیں مناسب رشتہ کے حصول میں غیر معمولی مشکلات کا شکار ہو کر کنواری بیٹھے رہنے پر مجبور ہوں تو ان میں سے اگر ایک کو بھی خدانخواستہ بدکاری کا چسکا لگ گیا تو ایسی ہر ایک عورت اس معاشرے کے کم از کم سو 100 افراد کو زنا اور بدکاری کا چسکا لگانے کے لئے کافی ہوگی اور اس کی بد عادات سے متاثر ہونے والے صرف کنوارے ہی نہ ہوں گے بلکہ شادی شدہ مرد بھی اس میں داخل ہوں گے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ مرد میں اللہ تعالیٰ نے عورت کی طرف کئی گنا زیادہ میلان رکھا ہے چنانچہ جب کوئی فاحشہ عورت از خود کسی مرد کو معاذ اللہ بدکاری کی دعوت دے تو عاد؟ اس کا امکان بہت کم ہوتا ہے کہ وہ مرد یوسف علیہ السلام کی طرح اپنا دامن بچاتے ہوئے بھاگ کھڑا ہو یوسف علیہ السلام کا اس موقع پر ایک عورت کے فتنے سے بچ نکلنا ایک بہت بڑا مجاہدہ تھا۔ اس کے برعکس کوئی مرد کسی عورت کو زنا کی دعوت دے اور عورت اپنا دامن بچا کر بھاگ کھڑی ہو تو عورت کے اس کارنامے کو کوئی شخص بھی کوئی عظیم کارنامہ نہیں کہتا۔ معلوم ہوا جس معاشرے میں عورت کو شادی میں مشکلات ہوں وہاں زنا عام ہو جاتا ہے۔۔(مولانا طارق مسعود)۔

غیرمسلموں کی بیداری

ایک انگریز غیر مسلم خاتون لکھتی ہے:

ہماری قوم کی بیٹیوں میں آوارہ عورتوں میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے اور فتنہ پھیلتا چلا جارہا ہے، اس فساد کا حقیقی سبب کیا ہے اس کے بارے میں بہت کم غور کیا جاتا ہے مگر میں ایک عورت ہونے کی حیثیت سے جب اپنی ان بیٹیوں کی طرف نظر کرتی ہوں تو ان کی کسمپرسی والی اس حالت کو دیکھ کر شفقت اور غم کے باعث میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگتا ہے۔۔۔۔۔۔اس کا علاج یہ ہے کہ مرد کو ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دی جائے ایسا کرنے سے جس آزمائش میں ہم مبتلا ہیں وہ یقیناً ختم ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔یورپ میں مرد کو ایک بیوی پر اکتفا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے بس یہی وہ قانون ہے جس نے ہماری بیٹیوں کو آوارہ بننے پر مجبور کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور جب مرد کو ایک بیوی پر قناعت کرنے پر مجبور کیا جائے تو شر اور فساد پھیلنے کے سوا کوئی چارہ نہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ولدالزنا بچوں کی کثرت ہونے لگی اور یہ بچے معاشرے پر بوجھ اور معاشرے کے لئے ذلت اور عار کا سبب بن گئے۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک اور کالم انگریز کالم نگار گوستان لوبوف لکھتا ہے:

ایک مرد کے لئے متعدد بیویاں رکھنے کی اجازت دینے والا اسلامی قانون ایک عمدہ قانون ہے جن اقوام نے اس کا اقدام کیا انہیں اخلاقی برتری حاصل ہوئے اور اس پر عمل سے ان کے ہاں خاندانی نظام مربوط اور مستحکم ہوا، نیز اس قانون پر عمل کے باعث ایسے معاشروں میں عورت کو وہ عزت واحترام والی اور ایسی عمدہ زندگی میسر ہوئی جس سے یورپ کی عورتیں محروم ہیں۔

ایک اور مشہور انگریز مصنف برنارڈ شا لکھتا ہے:

عنقریب بیسویں صدی کے اختتام سے پہلے پہلے (تعدد زوجات کے حکم سے متعلق) یورپ اسلام کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو جائے گا خواہ یورپ اس بات پر دل سے آمادہ ہو یا نہ ہو۔

الیزابتھ جوزف امریکی غیر مسلم خاتون لکھتی ہیں:

مرد کے لئے ایک سے زائد بیویاں رکھنا ایک ایسا اقدام ہے جو (امریکی خواتین کو مشکلات سے نکالنے کا) واحد حل ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگرچہ اب تک یہ نظام امریکا میں موجود نہیں مگر امریکی خواتین پر (خود کو مشکلات سے نکالنے کے لئے) یہ بات متعین طور پر لازم ہو جائے گی کہ وہ اس نظام کو اختیار کریں۔

انی بیزانت غیر مسلم خاتون لکھتی ہے:

اہل مغرب جن کے ہاں زنا خوب پھیل چکا ہے کے لئے کیسے جائز ہوگا کہ اسلام نیجو محدود (چار) بیویاں رکھنے کی اجازت دی اس پر اعتراض کریں اور جو بھی قوم کے حالات میں غور کرے گا اسے معلوم ہو جائے گا کہ حقیق؟ ایک بیوی پر اکتفا بہت ہی پاک صاف قسم کے لوگ کرتے ہیں جن کی تعداد بہت کم ہے لہٰذا جب قوم کے مرد قانونی طور پر اگرچہ ایک بیوی رکھتے ہیں مگر پوشیدہ طور پر کئی کئی عورتوں سے دوستیاں لگا کر رکھتے ہیں تو یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ یہ لوگ صرف ایک بیوی پر قناعت کرتے ہیں۔۔۔؟

اگر ہم انصاف کی نظر سے دیکھیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اسلام کا ایک سے زائد

شادیوں والا نظام عورت کو حفاظت اور (پاکدامنی) کا لباس مہیا کرتا ہے اور یہ نظام یورپ کے اس نظام سے زیادہ وزن رکھتا ہے جو اس بات کو برداشت کر رہا ہے کہ مرد عورتوں سے محض اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لئے دوستیاں لگاتے رہیں اور جب عورت سے خواہش پوری ہو جائے تو اسے نظر انداز کر کے پھینک دیں۔

جرمنی کی ایک غیر مسلم خاتون لکھتی ہے:

جرمنی کی خواتین جن مشکلات کا شکار ہیں اس کا حل یہ ہے کہ مرد کو زیادہ شادیوں کی اجازت دی جائے (وجہ اس کی یہ ہے کہ) ایک کامیاب آدمی کی دسویں بیوی بننا مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک لاپروا، غیر ذمہ دار، اور فضول شخص کی اکلوتی بیوی بنوں۔۔۔۔۔۔۔۔اور تعدد زوجات سے متعلق یہ صرف میری رائے نہیں بلکہ جرمنی کی ہر خاتون یہی رائے رکھتی ہے۔

ایک فرانسیسی نومسلمہ لکھتی ہے:

اسلام قبول کرنے سے قبل میں ایک ایسے شخص کے نکاح میں تھی جس کی کئی عورتوں سے دوستیاں تھیں مگر جب اللہ نے مجھ پر احسان کرتے ہوئے مجھے اسلام کی توفیق دی اور مجھے ایک صالح مسلمان مرد سے نکاح میسر ہوا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس ہوا، اب یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اس بات کو قبول نہ کروں کہ میرے مسلمان شوہر کے نکاح میں (حلال اور پاکیزہ طریقے سے) میرے علاوہ بھی کوئی دوسری مسلمان بہن ہو۔۔؟ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا تھا کہ جو زمانہ جاہلیت (کی برائیوں کو) نہیں جانتا وہ اسلام کی خوبیوں کو بھی نہیں پہچان سکتا۔

ڈاکٹر اتیین دینیہ (لندن) کہتا ہے:

عیسائیت سے ماخوذ ایک بیوی پر قناعت والا نظریہ ایک ایسا نظریہ ہے جسے اختیار کرنے سے معاشرے میں بہت سے فسادات نے جنم لیا ہے، جن میں تین فسادات تو ایسے ہیں جو بہت ہی خطرناک اور بالکل واضح طور پر ظاہر ہوئے وہ یہ ہیں:

۱۔طوائف خانوں کا کھلنا۔

۲۔(نکاح کے انتظار میں) لڑکیوں کی عمریں نکل جانا۔

۳۔ولدالزنا بچوں کی پیدائش۔

جرمن فلسفی شوپن ہاور لکھتا ہے:

یورپ میں نکاح سے متعلق قوانین اس اصول پر مبنی ہیں کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے مساوی ہیں اس قانون نے ہمیں ایک بیوی پر قناعت کرنے پر مجبور کیا۔مرد اور عورت کو مساوی اور ایک دوسرے کے برابر اختیارات دینا اس وقت درست تھا جب (فطرت کی طرف سے) دونوں کو عقل بھی برابر ملتی، چنانچہ اس ایک بیوی والے نظام نے ہم (مردوں) کو ہمارے آدھے حقوق سے محروم کردیا۔۔۔۔۔۔۔جن قوموں میں ایک سے زائد بیویاں رکھنے کا رواج ہے ان میں کوئی عورت بھی کسی اچھے اور ایسے ذمہ دار مرد سے نکاح سے محروم نہیں ہوتی جو اس کا کفیل بن سکے۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک انگریز ٹینڈر رسل لکھتا ہے:

ایک بیوی پر اکتفا والے نظام کی بنیاد اس بات پر ہے کہ جب یہ فرض کرلیا جائے کہ مردوں اور عورتوں کی آبادی کا تناسب بھی برابر یا قریب قریب ہے،مگر جب معاملہ اس طرح نہیں تو اس ایک بیوی والے نظام کو برقرار رکھنے میں ان عورتوں کے ساتھ انتہائی درجہ کی سخت دلی والا معاملہ ہے جو نکاح سے محروم ہے جو نکاح سے محروم زندگی پر مجبور ہوکر اسی حال میں جوانی کی عمر سے متجاوز ہوجاتی ہے۔

قارئین کرام انگریزوں کی نقالی کرنے والوں کے لئے یہ حقائق کافی نہیں ہیں۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟؟؟

خاموشی کے فوائد

انٹرنیٹ پر ایک فورم میں ایک سے زائد شادیوں پر ایک صاحب سے بحث ہو رہی تھی جس کے جواب میں مَیں نے یہ تحریر لکھی:

محترم جناب خاموشی کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اپنی جہالت چھپی رہتی ہے۔

آپ جتنا لکھتے ہیں اس سے مزید آپ کی جہالت سامنے آجاتی ہے۔

میں چونکہ حنفی ہوں اور عدل کے بارے میں نے جو مسئلہ لکھا تھا وہ احناف کا مفتی بہ قول ہے، بعض حضرات کے دوسرے اقوال بھی ہیں لیکن مفتی بہ قول یہی ہے۔ مفتی بہ قول وہ ہوتا ہے جس پر فتویٰ دیا جاتا ہے، چونکہ یہ مسئلہ آپ سے مجہول تھا اس لئے آپ نے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ بڑی سختی کے ساتھ ایک ایسی مثال بھی دے دی جو فقہ حنفی کے مفتی بہ قول کے سراسر خلاف تھی، آپ نےکہا اگر ایسا ہے تو پھر امیر بیوی کو اچھا مکان اور غریب بیوی کو کم مالیت کا مکان دینا ہوگا۔ جی ہاں جناب مسئلہ اسی طرح ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہم تجارت بھی کرتے ہیں اور دوسرے ہزاروں کام کرتے ہیں لیکن وہاں ہم اس طرح بال کی کھال نہیں اتارتے بلکہ گنجائشیں ڈھونڈتے رہتے ہیں کہ کسی کونے کھدرے سے کوئی گنجائش نکل آئے، کوئی مباح صورت ہی سامنے آجائے جس پر ہم عمل کر لیں، لیکن دوسری شادی کے معاملے میں فوراً عدل اور وہ بھی غلط مفہوم کے ساتھ یاد آجاتا ہے۔

اگر اس موضوع پر بحث کرنی ہے تو پھر خاص اس نکتے کو سامنے لانا ہوگا جس پر ہم آپس میں اختلاف کر رہے ہیں۔ آپ بھی کہتے ہیں عدل کی شرط ضروری ہے، میں بھی کہتا ہوں عدل کی شرط ضروری ہے پھر ہمارا جھگڑا کس بات پر ہے۔؟؟

اصل جھگڑا اس بات پر ہے جو میں نے احناف کا مفتی بہ قول نقل کیا تھا، آپ اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ مختصر الفاظ میں اس قول کو میں دوبارہ دہرا لیتا ہوں:

متعدد بیویاں رکھنے کی صورت میں تین چیزوں میں برابری ضروری ہے جن میں دو چیزیں تو ایسی ہیں کہ ان میں مکمل برابری بہرحال واجب ہے اور جسے یہ خوف ہو کہ وہ ان چیزں میں برابری نہ کر سکے گا اس کے لئے دوسری شادی جائز نہیں۔

1۔صلات زائدہ:

یعنی ضروری نان نفقے سے ہٹ کر وہ اضافی جیب خرچ یا اضافی کپڑے یا وہ اضافی تحفے تحائف جو شوہر عید، شادی یا کسی خوشی وغیرہ کے موقع پر یا ویسے ہی بغیر کسی موقع کے اپنی بیوی کو دیتا ہے۔

چنانچہ ضروری نان نفقہ سے ہٹ کر یہ اضافی جیب خرچ، تحائف یا ملبوسات وغیرہ بجائے خود تو شوہر پر واجب نہیں لیکن اگر کسی نے اپنی دو بیویوں میں سے کسی بیوی کو ایسے تحائف دیئے تو اب اس پر واجب ہو جائے گا کہ دوسری بیوی کو بھی یہی تحائف یا اس کے مناسب اتنی مالیت کی کوئی اور چیز دے۔ اگر ایسا نہیں کرے گا تو بیعد لی کے ظلم کا مرتکب ہو کر سخت گناہگار ہوگا اور جسے ظن غالب کے درجے میں یہ خوف ہو کہ وہ اس معاملے میں متعدد بیویوں میں برابری نہ کر سکے گا تو اس کے لئے دوسری شادی کرنا حرام ہے۔

2۔شب باشی: (رات گزارنا)

اگر کوئی شخص دو بیویوں والا ہے تو جتنی راتیں ایک بیوی کے ساتھ گزارے گا اتنی ہی راتیں دوسری بیوی کے ساتھ گزارنا اس پر واجب ہو جائیں گی۔ ایک ہفتہ کسی بیوی کے ساتھ گزارا تو لازما ایک ہفتہ دوسری بیوی کے ساتھ گزارنا پڑے گا۔ الغرض بجائے خود تو شوہر پر واجب نہیں تھا کہ کتنی راتیں اسے اپنی بیوی کے ساتھ گزارنا ضروری ہیں بلکہ اس کا مدار بیوی کی ضرورت پر تھا نہ کہ بیوی کے

مطالبے پر البتہ اس پر واجب ہے کہ جتنی راتیں ایک کے ساتھ گزاری ہیں اتنی ہی دوسری کے ساتھ گزارے، خواہ دوسری بیوی کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ جو آدمی اس معاملے میں برابری نہیں کرسکتا اس کے لئے دوسری شادی کرنا حرام ہے۔

3۔ضروری نان نفقہ:

نان نفقہ شریعت میں تین چیزوں کو کہا جاتا ہے:

1۔مناسب خوراک، 2۔مناسب لباس، 3۔مناسب رہائش (یعنی گھر کے ضروری سامان کے ساتھ رہائش کے لئے بیوی کو کم از کم ایک ایسا علیحدہ کمرہ (Room) دیا جائے جس میں بیوی کے سوا کسی کا عمل دخل نہ ہو۔

اب کس معیار کی خوراک، لباس، رہائش کو مناسب کہا جائے گا اس بات کو شریعت نے عُرف پر چھوڑ دیا ہے اور اس معاملے میں خاوند بیوی دونوں کا لحاظ رکھا جائیگا۔

مثلا ایک شخص کی تین بیویاں ہیں، ایک بیوی اتنی مالدار گھرانے کی ہے کہ اس نے اپنے والدین کے گھر میں کبھی دال کی صورت تک نہیں دیکھی۔

دوسری بیوی متوسط گھرانے کی ہے جو کبھی دال، کبھی سبزی اور کبھی گوشت کھایا کرتی تھی۔

تیسری بیوی ایسے غریب خاندان سے تعلق رکھتی تھی جنہیں کھانیمیں دال بھی بڑی مشکل سے میسر تھی۔

اب ان تینوں بیویوں کے خاوند کو ان بیویوں کے حق میں خوراک کے معاملے میں برابری ضروری نہیں، بلکہ ایسے شخص کو مالدار گھرانے سے تعلق رکھنے والی بیوی کے حق میں خوراک کا معیار اونچا رکھنا پڑے گا، کیونکہ ایسی بیوی کو غریبوں والی خوراک کھلانے پر مجبور کرنا اس پر ظلم اور اس کی حق تلفی ہے۔اس طرح لباس اور رہائش کے معیار کو بھی اسی پر قیاس کرلیں۔

ہاں البتہ جو شخص تینوں بیویوں میں ہر ہر چیز میں برابری کرنے کی کوشش کرے یعنی تینوں کو

اعلی درجے کی خوراک، اعلی درجے کا لباس اور بحریہ ٹاون یا ڈیفنس میں اعلی درجے کی ایک ایک کوٹھی لیکر دے تو وہ عنداللہ ماجور ہوگا اسے اس کا اجر وثواب ملے گا۔ مگر فقہ حنفی کا مسئلہ وہی ہے جو اوپر تحریر ہوا کیونکہ جس طرح مالدار بیوی کو ادنیٰ خوراک کھلانے پر مجبور کرنا ظلم ہے اسی طرح غریب بیوی کو اعلیٰ درجے کی خوراک دینے کے لئے خاوند کو مجبور کرنا یہ بھی خاوند پر ظلم ہے اور شریعت نہ بیوی پر ظلم کو برداشت کرتی ہے اور نہ خاوند پر۔

اب اگر کسی شخص کو صحیح مسئلہ معلوم نہیں اور وہ اپنی بیویوں میں ہر ہر چیز میں برابری کرنے کی کوشش کرتا ہےتو اسےثواب تو ملے گا مگر مسئلہ تبدیل نہیں ہوگا۔

اگر ہم ہر ہر چیز میں برابری کو لازم قرار دیں تو کیا پھر دلی محبت کو چھوڑ کر باقی تمام چیزوں میں کوئی برابری کرتا ہے یا کرسکتا ہے،؟؟

مثلا ایک بیوی کے ساتھ ایک گھنٹہ باتیں کیں تو اب دوسری کے ساتھ بھی ایک گھنٹہ باتیں کرے، ایک بیوی کی طرف مسکرایا تو اتنے ہی درجے کا دوسری اور پھر تیسری کی طرف بھی مسکرائے، ایک بیوی کو ہاتھ ملایا تو اب بالکل اسی انداز سے دوسری کو بھی ہاتھ ملائے۔معلوم ہوا ہر چیز میں برابری ضروری نہیں ہے۔

آخری بات:

چلیں مان لیا بات ایسے ہی ہے جیسے آپ فرما رہے ہیں، لیکن کبھی کبھی بڑے مقصد کے حصول کے لئے چھوٹی چھوٹی چیزیں نظرانداز کرنی پڑتی ہیں۔وہ بڑا مقصد یہ ہے کہ:

عورتوں کی شرح پیدائش زیادہ ہے۔۔۔۔۔دوسری شادی کا رجحان بالکل ناپید ہے۔۔۔۔۔لوگ اسے کفر کے برابر سمجھنے لگے ہیں۔۔۔۔۔۔عورتوں کی شادیاں نہ ہونے کی وجہ سے معاشرے میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہورہی ہیں۔۔۔۔۔۔زنا عام ہوتا جارہا ہے۔۔۔۔۔۔طلاق یافتہ اور بیوہ عورت یا وہ مرد جس کی بیوی فوت ہوجائے اس کی دوسری

شادی ناممکنات میں سے ہے۔۔۔۔لوگ ایسی عورت کو مشورہ دیتے ہیں اب تم انہی بچوں کی پرورش کرو شادی کے ارادے کو شہوت پرستی سمجھا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔لڑکیاں بالغ ہونے کے بعد رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے اپنے آپ کو مصروف رکھنے کے لئے تعلیم جاری رکھتی ہیں پھر یونیورسٹیوں سے بھی فارغ ہو کر جاب کرنا شروع کر دیتی ہیں مگر رشتہ نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔۔پھر اس سے بڑی یہ تذلیل کے اس عرصے میں کتنے مرد اور کتنی عورتوں کے جتھے اس بچاری لڑکی کو سونگھ کر مسترد کر دیتے ہیں۔

کیا آپ زنا کے خاتمے کی عظیم مقصد کی خاطر اپنے سخت موقف میں نرمی نہیں لا سکتے۔۔۔؟؟

کیا آپ اس نوجوان لڑکی جس کا خاوند دوران تعلیم ہی ایک بچہ چھوڑ کر فوت ہو گیا اور وہ لڑکی اب بلیوایریا کی کسی دفتر میں کام کرتی ہے اس کے لئے اپنے سخت موقف میں نرمی نہیں لا سکتے۔۔؟؟

کیا آپ اس بوڑھے شخص جس نے اپنی بیٹی کی شادی کیلئے مکان بیچ کر سات لاکھ روپے جمع کئیلیکن پھر باراتیوں کو کھانا کھلانیکے معاملے پر شادی سےچند دن پہلے رشتے سے انکار ہو گیا اور پھر دو سال گزرنے کے باوجود دوسرا رشتہ نہیں آیا اس کے لئے اپنےسخت موقف میں نرمی نہیں لا سکتے۔۔؟؟

کیا آپ اس عورت جو لاکھوں روپے کی مالک ہے اس کا خاوند جہاد میں شہید ہو چکا اور اس کے رشتے کے لئے اخبار میں کئی مہینے تک اشتہار چلتا رہا مگر کوئی رشتہ نہیں آیا اس کی خاطر اپنےموقف میں نرمی نہیں لا سکتے۔۔؟؟

کیا آپ اس لڑکی جس نے ایم ایس سی کیا ہوا ہے اس کے والدین اس کے ساتھ ایک ٹرک جہیز ایک عدد مکان اور ایک لاکھ روپے کیش دے رہے ہیں مگر منگیتر جو ایک درزی ہے تین لاکھ کا مطالبہ کر رہا ہے اس کی خاطر اپنے سخت موقف میں نرمی نہیں لا سکتے۔۔۔؟؟

مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے ''میں نے بصیرت کی بناء پر تجربہ کیا ہے کہ لوگوں کی دین سے دوری میں اسی 80 فیصد حرام مال کھانے کا عمل دخل ہے، اور دس فیصد اس سے کہ بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا کھاتے ہیں اور دس فیصد اس سے کہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار نہیں کرتے۔ حرام مال کھانے کے بے شمار ذرائع ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار ایسے بندے ہیں جو ان ذرائع سے بچتے ہیں مگر شرعی تقسیم میراث ایک ایسا فریضہ ہے جس میں کوتاہی کے مرتکب بڑے بڑے دیندار لوگ بھی ہیں۔

تقسیم میراث کی اہمیت جاننے کے لئے چند صفحات پر مشتمل اس کتابچے کا خود بھی مطالعہ کریں اور زیادہ سے زیادہ شائع کرکے دوسروں تک پہنچائیں۔









مساجد و مدارس اور اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کے لئے ایک خاص ترتیب پر تیار کیا جانے والا ایک بہترین دینی نصاب، جس میں ہر سبق کے ساتھ حاضری کی سہولت، طریقہ وضو اور نماز 4 کلر تصاویر کی مدد سے سمجھایا گیا ہے۔ نماز، کلمے، جنازہ، چالیس دعائیں، چالیس احادیث اور دیگر بنیادی اسلامی معلومات، ایک سال کے لئے نمازوں کی حاضری کا کیلنڈر۔ رنگین صفحات، دیدہ زیب ٹائٹل۔ ملک بھر کے کئی دینی اداروں اور اسکولوں کے نصاب میں باقاعدہ شامل ایک بہترین کتاب۔

0321-5083475 - 0313-5683475